بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

Shia Books PDF منظر ایلیاء

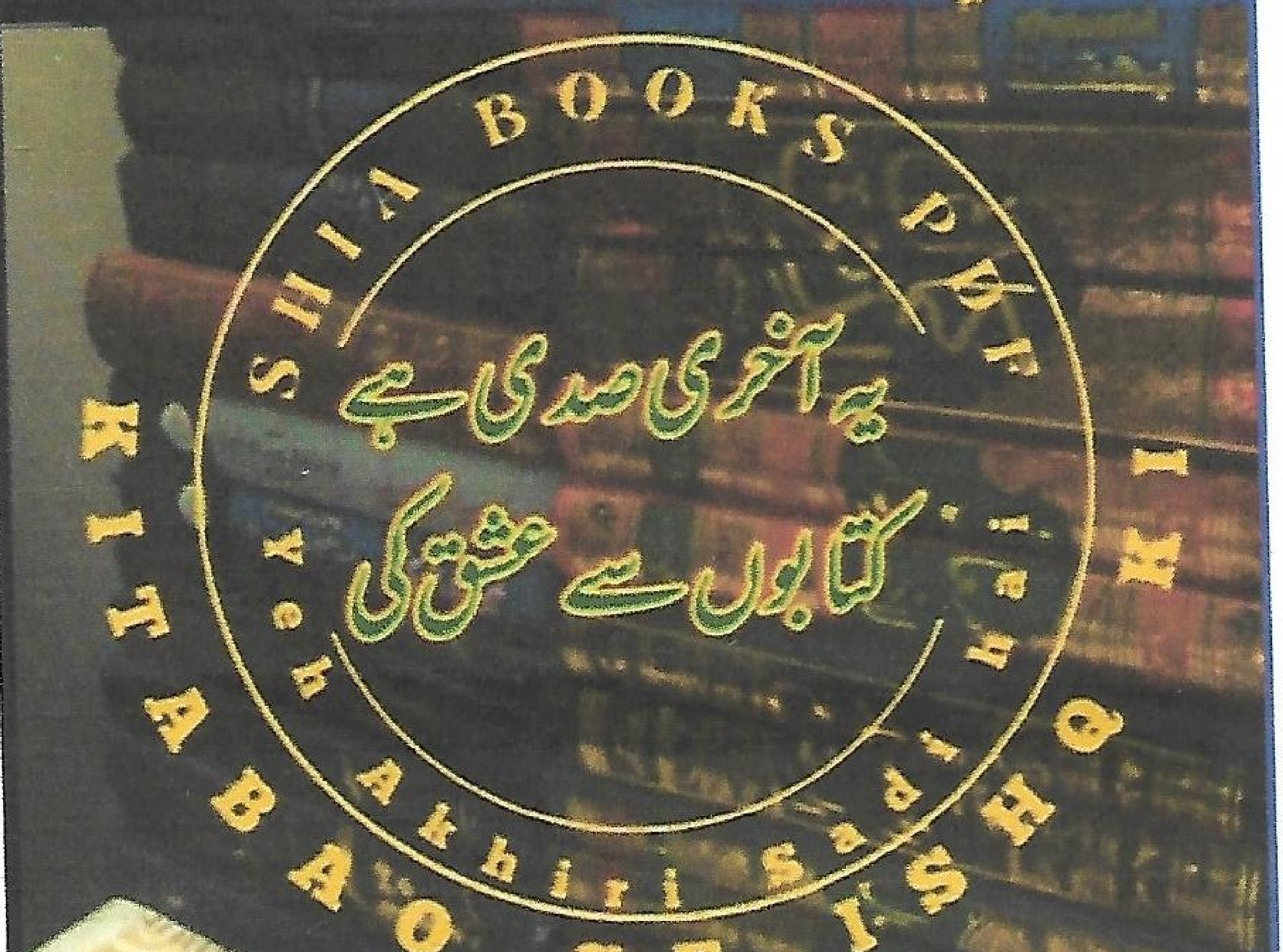

MANZAR AELIYA
9391287881
HYDERABAD INDIA

اہلبیتؑ رسولؐ پر

یزیدیوں کی تہمتیں

ذاکر اہلبیتؑ کامران حیدر

بجواب

تاریخ اسلام کے مسخ کردہ حقائق

مرتب حافظ سید محمد علی حسینی

اہلبیتؑ رسولؐ پر یزیدیوں کی تہمتیں

ذاکر اہلبیت کامران حیدر

بجواب

تاریخ اسلام کے مسخ کردہ حقائق

مرتب حافظ سید محمد علی حسینی

یہہ کتاب سید محمد علی حسینی (خارجی) کی
حمایت یزید میں لکھی گئی کتاب کا جواب ہے۔

پتہ : کامران حیدر
مکان نمبر 17-2-1138/1، رین بازار، یاقوت پورہ
حیدرآباد۔5000023 اے پی۔ سیل:9393350734

نام کتاب : اہلبیتؑ رسولؐ پر یزیدیوں کی تہمتیں

تعداد اشاعت : 1000 (ایک ہزار)

سنہ اشاعت : اگست ۲۰۰۷ء

طباعت : مولا علیؑ پرنٹنگ ورکس، دارالشفاء، حیدرآباد۔

قیمت : -/20 روپئے

ملنے کا پتہ:
مکان نمبر 17-2-1138/1، رین بازار، یاقوت پورہ
حیدرآباد۔5000023 اے پی۔
سیل:9393350734,9399973930

زینب اسلامک بک ہاؤز، متصل عبادت خانہ حسینی، دارالشفاء، حیدرآباد۔

سلمان بک سنٹر، روبرو عبادت خانہ حسینی، دارالشفاء، حیدرآباد۔

مکتبہ ترابیہ، چھتہ بازار حیدرآباد۔

فہرست

۱۔ انتساب ۱
۲۔ عرض ناشر (آغا علمدار حسین) ۲
۳۔ اظہار برأت (مولانا مفتی خلیل احمد شیخ الجامعہ نظامیہ) ۳
۴۔ پیش لفظ (علامہ اختر زیدی صاحب قبلہ) ۴
۵۔ تاثرات (علامہ سہیل آفندی صاحب قبلہ) ۶
۶۔ اظہار تشکر ۸
۷۔ مقدمہ ۱۱
۸۔ حضرت مولا علیؑ پر تہمت کا جواب ۲۲
۹۔ سفیر امام حسینؑ حضرت مسلم بن عقیل پر تہمت کی رد ۳۷
۱۰۔ انصاران حسینؑ پر قتل حسین کی تہمت کا رد ۵۰
۱۱۔ امام حسینؑ پر اقتدار کی ہوس کی تہمت کا رد ۶۰
۱۲۔ امام حسینؑ پر فوج چڑھائی کی تہمت کا رد ۶۳
۱۳۔ امام حسینؑ پر بیعت یزید کی رضامندی کی تہمت کا رد ۶۸
۱۴۔ کیا امام حسینؑ خوفزدہ ہو گئے ۷۰
۱۵۔ امام حسینؑ کے طلب آب پر طعن کا جواب ۷۱
۱۶۔ شہادت حسینؑ سے کیا ملا اس کا جواب ۷۳
۱۷۔ کیا خاندان رسالت سے یزیدی خاندان کی رشتہ داریاں تھیں ۷۵
۱۸۔ فضائل بنی ہاشم ۷۷
۱۹۔ قرآن میں بنوامیہ کی مذمت ۸۰
۲۰۔ سید سجاد پر یزید کو دعا دینے کی تہمت کا رد ۸۰
۲۱۔ یزیدی مؤلف کا اہلسنت سے انکار ۸۶
۲۲۔ ایک اہم شبہ کا ازالہ ۸۹
۲۳۔ فضائل امام حسینؑ ۱۰۴

''میں اپنی اس کتاب کا انتساب شہدائے کربلاءؑ کی ذوات مقدسہ کی طرف کرتا ہوں۔ جن کے شہادت کاملہ نے مجھے حضرت حُرؓ کے نقش قدم پر چلنے کا حوصلہ عطا فرمایا۔

عرض ناشر

آغا علمدار حسین ابن آغا جہانگیر ناصر مرحوم

اس کتاب کی اشاعت کے سلسلہ میں اللہ نے مجھ سے جو کام لیا ہے اس کا میں شکر ادا کرتا ہوں۔ سب سے پہلے مولانا کامران حیدر صاحب قبلہ سے ملاقات جب ہوئی تب آپ کے ہاتھ میں ملعون منافق دشمن امام حسینؑ سید محمد علی حسینی کی کتاب "تاریخ اسلام کے مسخ کردہ حقائق"، تھی آپ نے اس کے نجس سطور بتائے تب میں نے بارگاہ سید سجاد الاوۂ سرطوق میں قسم کھائی کہ کامران بھائی آپ جواب دیجئے میں شائع کرواں گا، مولانا کامران صاحب نے میرے کہنے پر جواب کے لئے مستعد ہوئے اور 8 دن کے اندر جواب تیار کر دیا۔ اس کتاب میں خاص بات جو مجھے نظر آئی وہ رسولؐ اللہ کی خطائے اجتہادی کا ذکر ہے جس کی بنیاد پر امام حسینؑ کی خطائے اجتہادی کو مانا جاتا ہے آپ نے اس کا سرسری ذکر کیا ہے اور اس موضوع پر ایک مقالہ یا ایک کتاب لکھنے کا ذکر کیا ہے جس میں امام حسینؑ کے خطائے اجتہادی کے ماننے کا رد اور رسول اللہؐ کے خطائے اجتہادی کے ماننے کے رد ہونے کا ذکر کیا ہے۔ انشاء اللہ اس تحریر کے مکمل ہونے کے بعد میں اس کا منتظر ہوں اور اللہ نے چاہا تو اس میں بھی تعاون کروں گا۔ حیرت ہے رسول اللہؐ کی خطائے اجتہادی کے بھی لوگ قائل ہیں۔ اس موقع پر اگر

میں ریسرچ اسکالر انیتا رائے (Anita Rai, Indian American) کا ذکر کروں تو بہتر ہوگا۔ جس نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ میں چیلنج کرتی ہوں کہ اسلام کے مخالفین رسول اللہؐ کے عیوب کتب شیعہ سے بتائیں تب رسولؐ اللہ کے خلاف لکھیں۔ رسولؐ و اہلبیت رسولؐ کربلا والے روحانیت کا مرکز ہیں۔ اس مرکز سے دور کرنے لوگ شیطانی حرکات کر رہے ہیں جو کربلا والوں سے ذہنوں کو گمراہ کر رہے ہیں جن میں موجودہ حیدرآبادی ناصبی خارجی جو نسلاً یزیدی ہے اور اپنے کو حسینی سید لکھتا ہے۔

مولانا مفتی خلیل احمد شیخ الجامعہ نظامیہ کا یزیدی مؤلف سے **اظہار برأت**

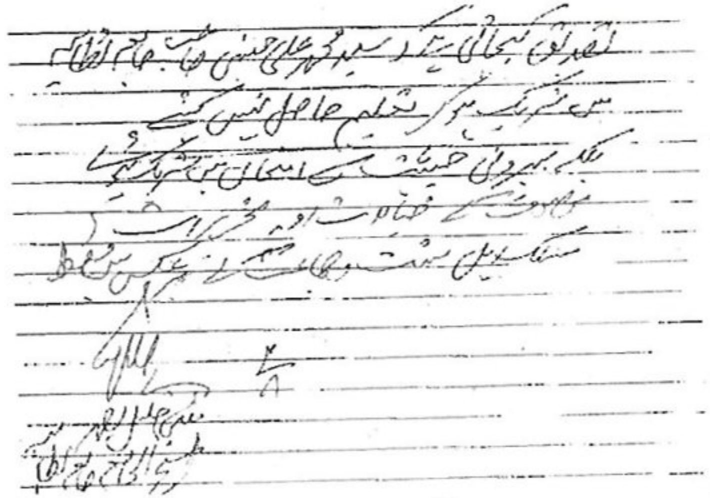

نوٹ: یزیدی خارجی سید محمد علی حسینی نے خود کو جامعہ نظامیہ کا کامل الحدیث لکھا ہے۔ اس لئے شیخ الجامعہ سے استفسار کرنے پر مندرجہ ذیل بیان دیا گیا ہے۔

پیش لفظ

آفتاب دکن علامہ اختر زیدی

واقعہ کربلا کے بعد اور اس کے پس منظر کے عام ہونے کے بعد ساری دنیا کے انسانوں نے حسینؑ کے حق پر ہونے کو تسلیم کرتے ہوئے خراج عقیدت پیش کیا اور غم حسینؑ کی عظمتوں کا احترام کیا ہے لیکن ایک طبقہ ہر دور میں ایسا رہا ہے جس نے یزید کی تائید کرتے ہوئے حسینؑ اور ان کے رفقاء کو مورد الزام ٹھہرانے کی ناکام کوشش کی۔

اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے کتاب ’’تاریخ اسلام کے مسخ کردہ حقائق‘‘ جس کے مرتب نے خود اسی کتاب میں مسخ کردہ باتوں کو جمع کیا ہے اور اپنی دانست میں حسینؑ کے عمل کو غلط ثابت کرنا چاہا ہے۔

یہ کتاب جو رسولؐ اکرم، حسینؑ اہل بیت پاک پر تہمتیں کا ایک ناپاک ذخیرہ ہے باعث شرم ہے۔

اس کتاب کی رد میں ’’اہلبیت رسول پر یزیدیوں کی تہمتوں‘‘ کے نام سے ذاکر اہلبیت مولانا کامران حیدر نے زیر نظر کتاب لکھی ہے۔ مولانا کامران حیدر قرآن اور اس سے متعلقہ علوم، حدیث، رجال، تاریخ اہل بیت اور عقائد پر گہری نظر رکھتے ہیں ان کا مطالعہ اور مشاہدہ بھی وسیع

ہے۔ ذہانت ان کا بہترین وصف ہے ان تمام باتوں کے وسیلہ سے انہوں نے تمام فرقوں کی کتابوں کے حوالے سے اس شرانگیز کتاب کی جامع رد کی ہے۔ اچھا ہوگا کہ تمام اسلامی فرقوں کے علماء اس کا مطالعہ کریں۔ مری دعا ہے کہ مولائے کائنات علیؑ ابن طالبؑ، حسینؑ مظلوم، رسول پاک اور انوار اہلبیت کی بارگاہ میں ان کی یہ سعی مقبول ہو اور توفیق علم میں اضافہ ہو۔

سروں کی بھیڑ میں دیکھو جو ظلم کے آگے
جھکا ہوا جو نہیں ہے وہ سر حسینؑ کا ہے

تاثرات

مفکر اسلام سہیل آفندی

انسان کو قدرت کی طرف سے جو تحفے ملے ہیں اور جن کی بناء پر اسے خالق کائنات نے لقد کرمنا بنی آدم جیسے اعزاز سے نوازا ہے ان تحفوں میں ایک تحفہ عدل کا ہے اور انسانیت کی مثبت قدروں میں ایک قدر عقل بھی ہے اور دوسری قدر سچائی فکر کی ہر منزل پر عقل کی رہبری اور عقل کی روشنی میں رائے فکر کو طئے کرنا اور ہر موحد کا طریقہ رہا ہے۔ اک اور مثبت صفت انسان کی صداقت ہے جس انسان میں صداقت نہ ہو انسان کرمنا کے معیار پر پورا نہیں اترتا اور انسانیت کی صف میں جگہ نہیں پاسکتا۔ اب عقل کی روشنی میں سورۂ انعام کی آیت نشان 115 پر فکر کی جولانی دیکھئے اور اس ارشاد باری پر تدبر کیجئے کہ وتمت کلمۃ ربک صدقاً وّ عدلا ہر صاحب عقل و شعور مخلوق کے لئے صدق و عقل حرف آخر ہیں اور اگر صداقت وعدالت کی بنیاد پر کوئی نظریہ فکر یا خیال پورے اترتے ہیں تو کوئی صاحب عقل انکار نہیں کرسکتا اور اسی کے ساتھ ساتھ اگر کسی حریف فکر و نظر کو اپنا ہم خیال بناتا ہو تو اس کا سلیقہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے سورۂ نحل

کی آیت 125 میں بیان کیا ہے فاضل مصنف کامران حیدر سلمہ نے پوری کتاب میں ان تمام جواہر فکر و نظر کا مسلسل خیال رکھا ہے اور آپ نے اپنی کسی دلیل میں بیان میں عقل وصدق وعدل کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا ہے۔ جب یہ تین مثبت قدریں کسی کلام میں جمع ہو جائیں تو اس سے انکار مستقلات عقلیہ سے انکار کے برابر ہے۔ اس موقعہ پر ہمیں اک بزرگ کی جو بہت ہی صاحب عقل و فکر صاحب علم تھے انہوں نے دوران گفتگو اپنی بات ہم سے کہی اور وہ یہ تھی (اگر کوئی شخص عمانول کانٹ کی عقل خالص اور عقل مطلق کو بروئے کار لائے اور اس بنیاد پر تاریخ اسلام کا مطالعہ کرے اور صرف ایک مثبت قدر کو سامنے رکھے یعنی انصاف کو تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ اسلام کا واحد ناجی فرقہ شیعہ اثناء عشری ہے) مثال کے طور پر یزیدی خارجی مولف نے اپنی کتاب میں امام حسینؑ پر طلب آب کے ذیل میں شدید طعن کیا ہے اور اس کا جواب کامران حیدر صاحب نے سورہ کھف کی ۷۷ ویں آیت سے دندان شکن جواب دے دیا ہے یہاں تاریخی واقعہ کی قرآن سے مطابقت ہو رہی ہے۔ اس مثال سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ معترض کے اعتراض کا جواب کتنا مکمل اور قطعیت کا حامل ہے۔

اظہار تشکر

سب سے پہلے میں بارگاہ الٰہی میں سرنیاز خم کر کے شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ اللہ نے نصرت حسینؑ میں دشمن امام حسینؑ کے خلاف لکھنے کا حوصلہ عطا فرمایا اللہ کا یہ انتہائی فضل ہے کہ اس نے دشمنان اہلبیت رسولؐ کے خلاف لکھنے کا مجھے وقتاً فوقتاً موقعہ عنایت کیا ہے چنانچہ چند سال پہلے فاروق ارگلی صاحب نے علی صدیقی صاحب کے قلمی معاون کی حیثیت سے ایک کتاب ابوتراب شائع کی تھی جس میں مولا علیؑ پر حدیث قرطاس کے ذیل میں رسول اللہ کو قلم نہ دینے کی تہمت دی تھی نیز جنگ خیبر میں مرحب کے مقابل مولا علیؑ پر فوراً آمادہ نہ ہونے کا الزام دیا تھا جس کا جواب مضمون کی صورت میں اس وقت ہفتہ وار اخبار استقبال (چیف ایڈیٹر میر ہادی علی) میں شائع ہوا تھا محترم حامد بن شبیر صاحب مرحوم نے راقم کو ہمت افزائی پر مشتمل خط لکھا بالآخر مولانا فاروق ارگلی صاحب نے کتاب کی خامیوں کی نشاندہی کرنے پر اپنی کوتاہی پر معذرت خواہ کی اور ان کا مرسلہ معذرت نامہ بھی استقبال میں شائع ہوا تھا۔ اسی طرح رہنمائے دکن میں 23/جولائی 2007 کو ''ابوطالب کے ایمان کی تحقیق'' ایک مضمون انور معظم کا شائع ہوا جس کا جواب

25/جولائی 2007ء کو رہنمائے دکن میں راقم الحروف کا شائع ہوا۔ رہنمائے دکن کے اداریہ نے اعتذار شائع کیا اور ابھی ایک کتابچہ ''کیا شیعہ مذہب اور اہلحدیث ایک ہیں'' بجواب '' شیعہ مذہب اور اہلحدیث'' مولف محمد یحییٰ اشرفی صاحب مغلپورہ حیدرآباد کا جواب دیا گیا اور آغا علمدار حسین صاحب کے ساتھ اشرفی صاحب کے مکان پہنچادیا گیا اور اب یہ کتاب ''اہلبیت رسولؐ پر یزیدیوں کی تہمتیں'' آپ کے سامنے سے جو ملک پیٹھ کے رہنے والے ایک خارجی سید محمد علی حسینی کی کتاب تاریخ اسلام کے مسخ کردہ حقائق'' کے جواب میں لکھی گئی ہے جو ملک پیٹ حیدرآباد کا رہنے والا ہے جواب میں قدیم تاریخی کتابوں کا حوالہ جدید چھاپے سے تصدیق کر کے لکھا گیا ہے تاکہ اسے محض دہرائے ہوئے جواب نہ سمجھا جائے بلکہ علمی تحقیق سمجھ کر قبول کیا جائے ورنہ یزیدی مولف جس کا میں نے عمداً نام نہیں لیا ہے (تاکہ اس کی شہرت طلبی کی تمنا کا خون ہوجائے) خارجیوں کے سوالات وہی رہتے ہیں مگر حسینیوں کے جواب بدلتے رہتے ہیں تاکہ جوابات کی کئی صورتوں سے ان پر حجت تمام ہوجائے۔ میں اللہ کے شکر اور اہلبیت کے کرم کے ساتھ اگر دوستوں کے تعاون کا ذکر نہ کروں تو شکر نامکمل ہوگا۔ خصوصاً آغا علمدار حسین صاحب ابن آغا جہانگیر ناصر مرحوم ان کا مکمل تعاون

کتاب کی اشاعت میں رہا۔ میر حسن علی موسوی مولا علی پرنٹنگ پریس جناب علی زیدی صاحب ان حضرات کے شکریہ کے ساتھ میں مولانا مفتی خلیل احمد صاحب شیخ الجامعہ نظامیہ کا مشکورہ ہوں جنہوں نے اپنی انتہائی مصروفیت کے باوجود میری گذارش پر یزیدی خارجی مؤلف سے اظہار بیزارگی کرتے ہوئے اُسے غیر سنی قرار دیا اور اس کی تحریر کو اہلسنت کے عقائد کے برعکس قرار دے کر حیدرآباد کی قدیم سے چلی آرہی شیعہ سنی ہم آہنگی کی برقراری میں تعاون کیا ہے۔ اور انتہائی صمیم قلب کے ساتھ میں مفکر اسلام علامہ سہیل آفندی صاحب قبلہ کا مشکور ہوں جنہوں نے ناسازی طبع کے باوجود اپنے تاثرات قلمبند کئے ساتھ ہی میں آفتاب دکن علامہ اختر زیدی صاحب قبلہ کی ہمت افزائی کا مشکور ہوں جنہوں نے تاثرات لکھے اور مفید مشورے بھی دئے۔ اور جو توصیفی کلمات میرے حق میں لکھے ہیں میں اس کا خود کو حقدار نہیں پاتا اس لئے کہ من آنم کہ من دانم۔

مقدمہ

شہر حیدرآباد کی فضاء ابتداء سے اہلبیتؑ رسالتؐ کی محبتوں سے عطر بیز رہی ہے تمام مکاتب فکر یہاں مل جل کر رہے ہیں مسلکی اختلاف کبھی تشدد کی حد تک نہیں پہنچا۔ بریلوی دیوبندی اہلحدیث کے ہزارہا اختلافات ہمارے سامنے ہیں، مگر کسی کا بھی قلم جارحانہ انداز میں نہیں چلا ہے، یہہ سب اپنے انفرادی نظریہ پر عمل کرتے ہوئے دوسروں کو دعوت فکر دیتے رہے یہاں تک کہ شیعہ، سنی باوجود دونوں فریق ایک دوسرے سے بعد المشرقین فرق رکھتے ہیں مگر کبھی بھی نہیں دیکھا گیا کہ حیدرآباد شیعہ سنی مناظرہ کی آماجگاہ رہا ہو۔ ہر دو فریق اپنے اپنے مذہب کے حق ہونے کے اثبات میں فریق مخالف کو احسن طریق پر دعوت فکر دیتے رہے ہیں شیعہ سنی نظریاتی اختلاف کے باوجود محبت اہلبیتؑ کی مشترکہ قدر اور مشترکہ میراث کی وجہ سے شیعہ، سنی ہم آہنگی برقرار رہی ہے اہلبیتؑ رسولؐ پر اظہار محبت میں ایک دوسرے سے مسابقت کرتے رہے ہیں۔ ایک دوسرے کے محافل، مقاصدے، مذاکرے، میں شعراء و مقررین ایک دوسرے سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ اظہار محبت کے طریقوں پر اختلاف رہا مگر آل رسولؐ کی محبت سے کبھی بھی کسی سنی مسلمان

کو انکار نہیں ہوا اور نہ ہوسکتا ہے کیونکہ محبت اہلبیتؑ ہی اہلسنت کے لئے ناصبیوں اور خارجیوں کے مقابل امتیازی خصوصیت رہی ہے، ہر دور میں سنی نما خارجی اور ناصبی (جو یزید کو اپنا امام اور سید الشہداء امام حسینؑ کو معاذ اللہ باغی سمجھتے ہیں) اپنی ناصبیت کو سنی لبادہ میں چھپانے کی کوشش کرتے رہے اور خود کو سنی ظاہر کر کے حضرت امام حسینؑ اور شہدائے کربلا پر افتراء پردازیاں کرتے رہے مگر بغض حسینؑ اور عشق یزید میں ان کو کہیں چھپنے کی جگہ نہ ملی۔ جہاں گئے رسوائی ملی یہ پہلے تو خوب مدح صحابہ کر کے اپنے کو سنی ظاہر کرتے ہیں اور مخالفین صحابہؓ کے نام پر شیعوں کو دشمن صحابہؓ قرار دے کر سنیوں کو ان کے مقابل لے آتے ہیں اور آخر میں شیعوں کی مخالفت کی آڑ میں اہلبیتؑ رسولؐ کی کردارکشی کرتے ہیں ہر دور میں ان کا یہی انداز رہا ہے۔ محبت اہلبیتؑ خصوصاً امام حسینؑ سے محبت کے اظہار کو رفض و تشیع قرار دیتے ہیں۔

ابتداء میں تو یہ ناصبی شیعوں کو دشمن صحابہؓ قرار دیتے ہیں اور آخر میں مشاجرات صحابہ کو بیان کر کے اہلبیتؑ اور تمام صحابہ کو ایک دوسرے کے مقابل قرار دینے کی حتمی کوشش کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو پناہ دی بلکہ قاتلان حضرت عثمان کو اپنے ساتھ رکھا۔ حضرت علیؑ ام المومنین حضرت عائشہ سے جنگ کی بڑے بڑے صحابہ نے

حضرت علیؑ کو چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ حضرت علیؑ پر اجماع نہ ہوسکا بلکہ دور عباس میں آپ کو چوتھا خلیفہ مانا گیا۔ امام حسنؑ کو حضرت علیؑ پر ترجیح دیتے ہیں کہ آپ نے معاویہ ابن ابی سفیان سے صلح کر لی اور امام حسینؑ کو تمام صحابہ کے مقابل قرار دیتے ہیں کہ تمام صحابہ نے یزید کی بیعت کر لی تھی۔ صرف امام حسینؑ نے نہیں کی۔ صحابہؓ نے آپ کا ساتھ نہیں دیا مگر امام حسینؑ صحابہ کے موقف کے برخلاف معاذ اللہ اپنی ضد پر اڑے رہے، جس کی وجہ سے بالآخر واقعہ کربلا ہوا جس سے قاری کو یہ تاثر ملتا ہے اور اس کا منفی اثر پڑتا ہے کہ معاذ اللہ نبی کا نواسہ نبیؐ کی آغوش میں پلا بڑھا اور اسی کی وجہ سے صدر اول میں مسلمان دو حصوں میں بٹ گئے اور بٹتے چلے گئے۔ گویا صبح قیامت تک تمام مسلمانوں کے اختلافات کی وجہ امام حسینؑ ہیں اگر آپ یزید کی بیعت کر لیتے تو یہ اختلافات نہ رہتے معاذ اللہ ان ناصبیوں کی تحریروں کو پڑھنے والا تربیت رسولؐ پر انگشت نمائی کر کے ارتداد کی طرف آجاتا ہے اس طرح یہ خارجی ناصبی افراد مدح صحابہ کے دکھاوے سے اس کا آغاز کرتے ہیں اور امام حسینؑ کے جذبہ محبت سے انحراف پر ان کے مشن کی تکمیل ہوتی ہے۔ ابتداء میں تو یہ خود فریبی میں مبتلا خارجی ناصبی دشمنان آل رسولؐ خوش فہمی میں رہتے ہیں کہ چلو ہماری کتاب شائع ہوگئی پڑھی جانے لگی مگر جب کوئی محبّ حسینؑ مسلمان اپنے

خارا شگاف قلم سے ان کی نگارشات کے آئینہ میں ان کا مکروہ چہرہ دکھاتا ہے تو یہ پھر کسی آئینہ میں اپنی صورت دیکھنے کے لائق نہیں رہتے مگر یہ کہ کچھ عرصہ بعد پھر بغض اہلبیت کے زہریلی بیج لئے ہموار زمین کی تلاش میں اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں اس طرح یہ دشمنان آل رسولؐ دانستہ طور پر صہیونی وسامراجی آلہ کار بن کر اسلام اور مسلمانان عالم کے حق میں ''مارِ آستیں'' بن جاتے ہیں۔ ان ہی کی وجہ سے شیعہ، سنی منافرت پھیلتی ہے۔ انہی کی وجہ سے اختلاف مسلک کے نام پر متحارب گروپ رونما ہوتے ہیں۔ یہ کھلے طور پر اپنے نام کے ساتھ خارجی یا ناصبی یزیدنہیں لکھتے بلکہ خود کو سنی، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی قرار دیتے ہیں یا پھر اہلحدیث قرار دے کر اسرائیلی خدمات کو انجام دیتے ہیں۔ بھولے بھالے مسلمان انہیں سنی سمجھ لیتے ہیں پھر یہ کسی مدرسہ میں استاذ بن جاتے ہیں کہیں ہفتہ وار اجتماع کے مقرر، کہیں کسی دارالعلوم کے شیخ الحدیث یا شیخ التفسیر بن جاتے ہیں تو انہیں بے مانگے دولت کی طرح لوگ مل جاتے ہیں اور پھر دھیرے دھیرے یہ اپنی ناصبانہ کثافت اور خارجیانہ نجاست کو ظاہر کرنے لگتے ہیں اور چند لوگوں کو اپنا ہمنوا بنا کر آل رسولؐ کی کردار کشی پر مبنی کتاب لکھ دیتے ہیں، جس میں شیعوں اور اہلبیتؑ رسالت کی توہین کرنے کے ساتھ ساتھ مشاہیر علماء اہلسنت کی محبت اہلبیت کی وجہ سے اہانت کرتے ہیں کہ اتنے

بڑے بڑے علماء بھی شیعیت کی ہوا سے محفوظ نہ رہ سکے خواہ وہ علامہ بخاری ومسلم ہوں یا شارح ابن حجر وعلامہ ندوی جیسا کہ حبیب الرحمٰن کاندھلوی دشمن آل رسولؐ ناصبی نے اپنی کتاب ''مذہبی داستانیں اوران کی حقیقت لکھی'' ہے جس میں بخاری ومسلم بلکہ صحاح ستہ حدیث کی ساری کتابوں کو محض بغض اہلبیت میں ان کو مشکوک اور ناقص قرار دیا ہے اس کی اس ناپاک اسرائیلی کوشش پر مولانا ارشادالحق اثری صاحب نے بھرپور دنداں شکن جواب اپنی معرکتہ الازا تالیف ''احادیث صحیح بخاری ومسلم کو مذہبی داستانیں بنانے کی کوشش'' لکھی اور کاندھلوی کی ناصبیت کو الم نشرح کر دیا ہے، حدیث ''فاطمۃ بضعۃ منی'' کے ذیل میں کاندھلوی کی ناصبیت کو اسطرح کھولتے ہیں کہ ''صحیحین کی روایت کو جوانہوں نے ہدف تنقید بنایا ہم اللہ کے فضل سے ثابت کر آئے ہیں کہ وہ محض ان کی بے سمجھی اور حضرت علیؑ اور ان کے گھرانے سے بغض وعداوت کے نتیجہ میں ہے (ص ۱۶۷ حوالہ مذکورہ بالا) حدیث کساء صحیح مسلم میں مندرج ہے مگر کاندھلوی اس کے راویوں کو شیعہ قرار دے کر اسے خلاف قرآن قرار دیتا ہے تو سنی عالم اثری صاحب یوں لکھتے ہیں کہ ''جناب کاندھلوی صاحب نے حدیث کساء پر جو کہ مختلف صحابہ کرام سے مروی ہے تنقید کی ہے۔ اسی روایت میں چونکہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ حضرت علی اور حضرت حسنؓ وحسینؓ

کی عظیم منقبت ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے ناصبی ذہنیت کے حامل کاندھلوی صاحب کو یہ ایک نظر نہیں بھاتی۔ص ۱۶۸ اس طرح کاندھلوی ناصبی نے صحاح ستہ میں جہاں فضائل اہلبیت دیکھے انہیں مشکوک کرنے کی ناکام کوشش کی۔انہیں اثری صاحب نے علم رجال اصول روایت و درایت کی روشنی میں ثابت کرتے ہوئے کاندھلوی کو ناصبی ثابت کیا ہے۔پاکستان میں محمود احمد عباسی کی قائم کردہ اہلبیت دشمنی اور حمایت یزید مشن کو علمائے اہلسنت اور ان کے تعاون سے شیعوں نے اسے ناکام بنادیا اور یہہ اسرائیلی ایجنٹ باوجود خود کو سنی کہنے سے چھپ نہ سکے۔ بریلوی، دیوبندی، شیعہ، سنی سب نے مل کر ان کا ناطقہ بند کردیا کیونکہ ناصبی دشمن حسینؑ نہ دیوبندی ہوسکتا ہے نہ بریلوی نہ اہلحدیث بلکہ صرف اسرائیلی ہوتا ہے کیونکہ شیعہ سنی دیوبندی بریلوی یہ سب کچھ کہلوانے کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے اور دشمن حسینؑ مسلمان نہیں ہوسکتا، کیونکہ وہ حضرت علیؑ کو قاتل عثمان کہکر اور آپ کے ساتھیوں کو جن میں کثرت سے صحابہ ہیں انہیں سبائی قرار دے کر انہیں یہودی قرار دے کر) وہ بیک وقت صحابہ اور اہلبیتؑ کی توہین کرتا ہے۔اس لئے کہ حضرت علیؑ کے ساتھ صحابہ تھے اور خود حضرت علیؑ اہلبیتؑ کی فرد فرید ہیں۔ پاکستان میں اب یہ گروہ تمام مسلمانوں میں نمایاں ہوکر ذلت ناک طور پر روبہ زوال ہو

چکا ہے اور اب دھیرے دھیرے ہندوستان میں یہ اپنے جال کو پھیلا رہا ہے۔حبیب الرحمٰن کاندھلوی اور فیض عالم صدیقی جس کی کتاب خلافت راشدہ ہے، جس میں حضرت علیؑ کے چوتھے خلیفہ ہونے کو مشکوک قرار دیتا ہے۔(یہ نظریہ اہلسنت کے خلاف ہے) اہلحدیث میں اس کا شمار کیا جاتا ہے۔ایسے نہ جانے کتنے ہی یزیدی حشرات جہنم ہیں مگر چند سالوں سے شمالی ہند کے بعد اب ناصبی خارجی افراد اب جنوبی ہند کو اپنی جولانگاہ بنائے ہوئے ہیں اور مختلف موضوعات سے شیعہ سنی ہر دو پر حملہ آور ہیں، چنانچہ ۱۹۹۵ء میں گلبرگہ شریف جہاں آل رسولؐ کی نمایاں فرد ہیں جنہیں خواجہ بندہ نواز حسینی کہا جاتا ہے۔حضرت کی سرزمین سے جہاں فیضان اہلبیت برسوں سے جاری وساری ہے جس زمین میں محبت اہلبیت کی مہک ہے وہاں سے یزیدیت کا ایک خار بھی نکلا جسے قاضی محمد علی کہتے ہیں، مومن پورہ کا رہنے والا ہے جس نے تحفۂ کربلا لکھ کر عاشقان حسینؑ کے دلوں کو جلا دیا تھا۔جس میں امام حسینؑ کی توہین کی گئی۔آپ کو بعض احادیث کے ضمن میں واجب القتل قرار دیا جس کے بعد اس کتاب کے خلاف احتجاجی جلسہ بھی ہوا تھا اس یزیدی کی اور بھی کتب حمایت یزید میں آئیں اسی دور میں حیدرآباد شہر سے ایک نام نہاد سید محمد علی حسینی جو حقیقت میں یزید الاصل ناصبی ہے ایک کتابچہ ” امیرالمومنین یزید ابن معاویہ“

معاذ اللہ لکھ کر شائع کروایا جس کے جواب میں مولانا مظہر حسینی صاحب
قبلہ سنی صوفی نے اور ان کے احباب نے اس ناصبی کی مذمت میں
پمفلٹ شائع کروائے چند دن یہ خاموش رہا جیسے زہریلا سانپ کچلی میں
ہو، پھر اس نے جب دیکھا کہ ماحول پر سکون ہے۔ پھر اس نے "دین و
تصوف" کتاب لکھ کر سادات اہلبیتؑ کی توہین کی انہیں ظالم قرار دیا،
صوفیا کی مذمت کی اس نے اور بھی خباثت سے معمور کتابیں لکھیں چوری
چھپے لکھتا رہا مگر حال میں جو کتاب آئی ہے اس میں گلبرگہ والے قاضی محمد
علی کی کتاب تحفۂ کربلا کو پیچھے کر دینے والی زہریلی کتاب جس کے
سطور اہلبیت رسولؐ کے حق میں تیر ہیں جس کتاب میں شیعہ، سنی نیز
اہلبیتؑ رسولؐ کی بھر پور توہین کی گئی ہے اور ان سے محبت کا اظہار کرنے
والے نیز یزید کے مخالف سنی علماء شاہ عبدالحق محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، شارح بخاری، علامہ ابن حجر،
مولانا قاسم نانوتوی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا مودودی اور شیعہ
علماء کی بھی مذمت کی گئی ہے۔ میں اس کے اہلبیت رسولؐ اور علماء اسلام کی
اہانت پر مشتمل سطور یہاں لکھوں گا قارئین خود ہی فیصلہ کریں گے کہ اس
کتاب کے لکھنے کا مقصد مسلمانوں کے درمیان انتشار پیدا کرنے اور
بزرگان دین اسلام کی محبتوں سے برگشتہ کرنے کے سوا ناصبی کا اور کوئی

مقصد نہیں ہے۔ یہ ناصبی اس قابل بھی نہیں کہ اس کا جواب دیا جائے نہ
کوئی تحقیق نہ کوئی حوالہ تاریخی تجزیہ کے نام پر اسلامی تاریخ کے حقائق کو مسخ
کر دینا ہے اور بزعم خود تجزیہ کے نام پر اہلبیت رسولؐ کی اہانت کرنا ہے
برسوں پہلے رسوائے زمانہ محمود احمد عباسی مردود کتاب "خلافت معاویہ
ویزید" کے جوابات سے سر نہیں اٹھا سکا تو اس کے پس خوردہ افراد قاضی محمد
علی گلبرگہ یا محمد حسینی ناصبی کی نجس کتابیں کس شمار میں ہیں مگر یہ کہ نئے دور
کے جدید مسلم ذہن کہیں "ناصبیت گزیدہ" نہ ہو جائیں اور در پردہ اسلام
دشمن طاقتوں کو کامیابی کا موقعہ نہ ملے۔ لوگوں کو اسرائیلی ایجنڈوں سے
باخبر کرنے کے لئے اور امام حسینؑ کے گستاخ کو رسوا کرنے کے لئے یہ
کتاب لکھی جارہی ہے۔ اللہ اسے دونوں جہاں میں رسوا کرے، یہ نہ
صرف امام حسینؑ کا بلکہ مولا علیؑ اور رسول اللہ کا بالراست گستاخ ہے۔ میں
ترتیب وار اس کی رقم کردہ گستاخیوں کو لکھوں گا تا کہ لوگوں کو اس کے
ناپاک مقاصد کو سمجھنے کا موقعہ ملے۔ اپنی کتاب "تاریخ اسلام کے مسخ کردہ
حقائق" میں اس نے پہلے مضمون کا عنوان رکھا ہے" خاندان بنی
عبدالشمس اور بنی ہاشم اس میں ہاشمیوں اور امویوں کے درمیان رشتہ
داریوں کو بتلاتے ہوئے جب ابوسفیان کا ذکر کرتا ہے تو شان رسالتؐ کی
تنقیص اس طرح کرتا ہے کہ "ابتداء اسلام میں جب کہ قریش کے دیگر

سردار آپ کی دشمنی میں سرگرم تھے تو آپ زیادہ تر ابوسفیان ہی کے مکان میں پناہ لیتے تھے۔ آپ نے فتح مکہ کے موقعہ پر ابوسفیان کے مکان کو ''دارالامان'' قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ یہ مکان خود آپ کیلئے دارالامان تھا'' ۱۳؎ معاذ اللہ وہ رسولؐ جو عالمین کے لئے پناہ گاہ ہے۔ یتیموں بیکسوں رب سے روٹھے ہوئے بندوں کو خدا سے ملانے والا رسولؐ ساری دنیا جس کی ذات رحمت و ہدایت کی پناہ میں ہے، جس نبیؐ کا وجود سارے انسانوں کے لئے باعث امن و امان ہے، وہ رسولؐ کے لئے ابوسفیان مکان دارالامان کیسے ہو گیا؟ اور ذرا یہ بھی سنسنی خیز انکشاف دیکھئے کہ ابتدائے اسلام میں ابوسفیان کے گھر آپؐ پناہ لیتے تھے'' نہ تاریخ کا حوالہ ہے نہ کتب سیر کا۔ یہ مسخ کردہ حقائق ہیں یا حقائق کو مسخ کر دیا گیا ہے، ہاں اسی مقصد کے لئے تو یہ کتاب لکھی گئی ہے تاکہ اسرائیلی مقصد پورا ہو۔ حضرت عثمان کے خلاف بلوائیوں کو خاموش کرنے اور انہیں اپنی حکمت سے واپس کر دینے کے مقدس کردار پر ناصبی کی یہ نجس گستاخانہ زہریلی تحریر دیکھئے لکھتا ہے کہ ''کیا حضرت علیؑ ایک صریح غلط عمل کو صحیح ثابت کی مہارت تامہ رکھتے تھے؟ آگے کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی حضرت علی نے صحیح الزامات کو غلط ثابت کرنے میں مہارات دکھائی تھی ۱۴؎ یہ شاہ ولایت مولا علیؑ کی شان میں گستاخانہ تحریر'' ہماری تاریخ

اسلام'' کے ذیل میں ہے۔

امام الاولیاء جان رسالت نفس رسولؐ ابوالائمہ کی شان میں دریدہ دہنی کوئی خبیث، زنیم، مجہول النسب ہی کرسکتا ہے۔ کیا معاذ اللہ حضرت علیؑ کو غلط کو صحیح ثابت کرنے میں ماہر کہنا اس سے بڑی کیا گستاخی ہو سکتی ہے۔ میں نہیں یقین کرسکتا کہ کوئی سنی مسلمان ایسے خبیث کو سنی سمجھے گا جو ایک صحابی کی توہین کرے نہ یہ شیعہ ہے نہ سنی محض ناصبی ہے ایسا ہوتا ہے ناصبی یوں تو خوب مدح صحابہ کے گیت گائے گا۔ سنیوں کو دھوکہ دے گا، مگر جب حضرت علیؑ کی بات آئے گی قدح کر کے اپنی ناصبیت کے فطری پلیدگی کا اظہار کرے گا ''یزید لعنہ بن معاویہ'' باب کے تحت اور امام حسینؑ کے لئے لکھتا ہے کہ ''یہ خیال کہ آپ کوئی فوجی چڑھائی نہیں کر رہے تھے۔ صحیح نہیں معلوم ہوتا'' شعر

سکوت وقت کی شہہ رگ کہیں نہ کٹ جائے
قلم سے کام لئے جا رہے ہیں خنجر کے

یہ حقیقت ہے کہ سالار کربلا سید الشہداء فوجی چڑھائی نہیں کر رہے تھے بلکہ امر بالمعروف کے لئے آپ کا قیام تھا۔ یزیدی مؤلف نے اور بھی شدید گستاخیاں بارگاہ حسینیؑ میں کی ہیں اور امام عالی مقام پر تہمت

لگائی انشاء اللہ آگے کے صفحات میں اس کے مولا علیؑ اور امام حسینؑ پر تہمتوں کو بتلاتے ہوئے انہیں غلط ثابت کریں گے۔

حضرت مولا علیؑ پر تہمت کا جواب:

بلوائیوں کے حضرت عثمان کے خلاف آئے دن بڑھتے ہوئے اقدامات سے حضرت عثمان تنگ دل ہو چکے تھے۔ ان بلوائیوں کا اگر کوئی سامنا کر سکتا تھا اور انہیں خاموش کر سکتا تھا تو وہ حضرت علیؑ ہی کی ذات گرامی تھی بلوائیوں کو نہ صرف یہ کہ سمجھایا بلکہ حضرت عثمان کو ان کے غلطیوں کی معذرت پر آمادہ کر لیا تاکہ بلوائی خود آپ سے (حضرت عثمان سے) معذرت کو سن لیں اور آئندہ کے عہد و پیمان پر اعتماد کر کے کوئی فساد برپا نہ کریں۔ مولانا مودودی صاحب نے خلافت و ملوکیت میں حضرت علیؑ کے پر امن کردار اور مصالحانہ روش کو لکھا ہے کس طرح حضرت علیؑ نے بلوائیوں کو سمجھا بجھا کر خاموش کر دیا ہے۔ ناصبی یزیدی مؤلف کو گراں گذرا اور اس نے یہ دیکھ کر کہ حضرت علیؑ کو اگر بلوائیوں یعنی قاتلان عثمان کا مخالف دیکھتے ہیں تو حضرت علیؑ کی کردار کشی کا موقعہ فراہم نہیں ہو سکتا۔ اس بات کی پرواہ کئے بغیر کہ حضرت عثمان کی اس میں مذمت نکلتی ہے۔ مولا علیؑ پر تہمت باندھی کہ ''حضرت علیؑ نے صحیح الزامات کو غلط ثابت

کرنے میں مہارات تامہ دکھائی'' اس جملہ میں نہ صرف حضرت علیؑ کی بلکہ حضرت عثمان کی بھی مذمت ہوئی ہے کہ حضرت عثمان پر بلوائیں کے الزامات صحیح تھے۔

جب یہ صحیح ہوں گے تو حضرت عثمان کے قتل کی فضاء کو سازگار بنانے میں یہ الزامات بنیادی سبب بنیں گے اور حضرت عثمان کی عدالت ثابت نہ ہوگی اور آپ ہادی خلیفہ نہیں قرار پائیں گے۔ ایک ہی جملہ میں حضرت علی اور حضرت عثمان کی توہین ہو جاتی ہے۔ اس کا ذمہ دار خود یزیدی مولف ہے۔ مگر یزیدی مؤلف کو اس سے کیا؟ اس کو تو بس افتراق بین المسلمین کے لئے اسرائیلی مقصد کو پورا کرنا ہے۔ انصاف سے بتلایئے کے بلوائیوں کو خاموش کرنے انہیں سمجھانا اور حضرت عثمان کو معذرت خواہی پر آمادہ کر لینا غلط کو صحیح قرار دینا ہے یا غلطی کی اصلاح کرنا ہے علامہ ابن کثیر البدایہ والنھایہ جلد ہفتم میں جس کا ترجمہ مولانا اختر فتح پوری نے کیا ہے مکتبہ دانش دیوبند سے چودہ جلدوں میں شائع ہوئی ہے جلد ہفتم ۳۵ھ کے حالات میں صفحہ ۳۲۹ پر ہے کہ ''نیز حضرت علیؑ نے حضرت عثمان کو مشورہ دیا کہ وہ لوگوں میں ایک تقریر کریں جس میں اپنے بعض اقارب کو ترجیح دینے کے بارے میں ان سے معذرت کریں اور انہیں اس بات پر گواہ بنائیں کہ انہوں نے اس بات سے توبہ کر لی ہے اور

آپ سے پہلے شیخین کی جو سیرت تھی اس پر ہمیشہ چلنے کی طرف رجوع کر لیا ہے اور وہ پہلی چھ سالہ مدت کے طریق ہے قائم رہیں گے حضرت عثمان نے اس نصیحت کو سنا اور سمع و اطاعت سے انکا سامنا کیا اور جب جمعہ کا دن آیا اور آپ نے لوگوں سے خطاب کیا تو آپ نے خطبہ کے دوران اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے اللہ میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اے اللہ جو کچھ مجھ سے ہو چکا ہے میں اس پر سب سے پہلے توبہ کرتا ہوں اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے'' اب یزیدی مؤلف بتلائے کہ اگر حضرت عثمان نے غلطیاں نہیں کی تھی تو وہ توبہ کیوں کرتے ان کا توبہ کرنا ان کی غلطی کی دلیل ہے اور حضرت علیؑ کا انہیں اس پر آمادہ کرنا ان کی اصلاح ہے نہ کہ ''غلط کو صحیح ثابت کرنے کی مہارت تامہ رکھانا''۔ یہ وہی سمجھ سکتا ہے جس کی بنیاد ہی خطا پر ہو۔ یزیدی مؤلف مروان کی تعریف کرتے ہوئے نہیں تھکتا جب کہ یہی مروان بن الحکم ہے مورخین کے بموجب جس کی وجہ سے حضرت علی اور حضرت عثمان کے درمیان خلیج پیدا ہوگئی اور بلوائیوں نے حضرت عثمان کو قتل کر دیا۔ دوبارہ بلوائی جب حضرت عثمان سے ملنے آئے تو اس مروان نے انہیں برا بھلا کہا، دھمکی دی، جس سے حالات اور بگڑ گئے۔ ''تاریخ ابن کثیر'' جلد ہفتم میں ہے کہ جب بلوائی آپ سے ملنے آئے تو آپ سے مروان نے

کہا مجھے بات کرنے دیجئے تو حضرت عثمان نے کہا'' کھڑے ہو جاؤ اور لوگوں کے پاس جا کر ان سے بات کرو کیونکہ میں ان سے بات کرتے شرم محسوس کرتا ہوں، مروان دروازے کی طرف گیا اور لوگ بھیڑ کئے ہوئے تھے اس نے کہا تمہارا کیا معاملہ ہے یوں معلوم ہوتا ہے تو لوٹ مار کرنے آئے ہو، چہرے بدشکل ہو گئے ہیں۔ انسان اپنے ساتھی کا کان پکڑنے والا ہے سوائے اس کے کہ میں چاہوں تم ہمارے ہاتھوں سے ہماری حکومت چھیننے آئے ہو ہمارے پاس سے چلے جاؤ' صفحہ ۳۳۱ ابھی کل کی بات ہے حضرت عثمان نے جن کے سامنے توبہ کیا جن سے گفتگو کرنے میں آپ نے شرم محسوس کی۔ مروان نے انہیں گھر سے پھٹکار کر نکالا یا جن لوگوں کو حضرت علیؑ نے خاموش کر دیا تھا مروان نے ہی انہیں بھڑکا دیا اس کے بعد حضرت علیؑ کا اس واقعہ پر جو ردعمل ہے وہ اس تاریخ بدایہ میں لکھا ہے جو تاریخ ابن کثیر سے مشہور ہے'' راوی بیان کرتا ہے کہ لوگ واپس چلے گئے اور ان کے ایک شخص نے آ کر حضرت علیؑ کو حقیقت حال سے آگاہ کیا تو حضرت علیؑ غصے کے ساتھ حضرت عثمان کے پاس آ کر کہنے لگے'' کیا آپ مروان سے راضی نہیں ہوئے اور وہ بھی آپ کو آپ کے دین اور عقل سے برگشتہ کئے بغیر آپ سے راضی نہ ہوگا اور آپ کی مثال پالکی والے اونٹ کی سی ہے جسے جہاں چلایا جائے وہیں چلنے لگتا

ہے خدا کی قسم، مروان اپنے اور اپنے دین کے متعلق عقل مندی اختیار کرنے والا شخص نہیں اور قسم بخدا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ عنقریب آپ کو داخل کر دے گا پھر آپ کو واپس نہیں لائے گا اور آج کے بعد میں آپ کو ملامت کرنے کیلئے دوبارہ نہیں آوں گا۔ آپ نے اپنی رعیت کو برباد کر دیا اور اپنے معاملہ پر غالب آ گئے ہیں۔ ۳۳۱، ۳۳۲ نہ صرف یہ کہ حضرت علیؑ مروان کی وجہ سے حضرت عثمان سے ناراض ہو گئے بلکہ حضرت عثمان کی زوجہ نے بھی مروان کی مذمت کی اور اپنے شوہر کو نصیحت کی۔ جو حوالہ مذکورہ بالا پڑھیئے کہ "اور جب حضرت علیؓ باہر چلے گئے تو حضرت نائلہ نے حضرت عثمان کے پاس آ کر کہا میں بات کروں یا خاموش رہوں؟ آپ نے فرمایا بات کرو، حضرت نائلہ کہنے لگیں آپ نے حضرت علی کی بات سنی ہے۔ وہ بار بار آپ کے پاس نہیں آئیں گے۔ مروان نے آپ سے جو بات منوائی تھی منوالی ہے۔ آپ نے کہا میں کیا کروں؟ حضرت نائلہ نے کہا، خدائے وحدہ لاشریک سے ڈریئے اور اپنے سے پہلے صاحبوں کی سنت کی اتباع کیجئے۔ بلاشبہ جب آپ مروان کی مانیں گے تو وہ آپ کو قتل کر دے گا اور مروان کی اللہ کے ہاں کوئی قدر نہیں اور نہ اسے اللہ سے محبت ہے اور نہ اسے اس کا کوئی خوف ہے حضرت علیؑ کے پاس پیغام بھیج کر ان سے صلح کر لیجئے وہ آپ کے قرابتدار ہیں اور انکار بھی نہیں کریں

گے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عثمان نے حضرت علی کو پیغام بھیجا تو انہوں نے آپ کے پاس آنے سے اکار کر دیا اور کہا کہ میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ میں واپس نہیں آؤں گا ۳۳۲ ہم نے یہ طویل اقتباسات تاریخ البدایہ والنھایہ جلد ہفتم المعروف تاریخ ابن کثیر سے لکھا ہے تا کہ قارئین سمجھ لیں کہ یزیدی مؤلف کی حضرت علیؑ پر یہ محض تہمت ہے کہ "وہ غلط کو صحیح ثابت کرنے میں مہارت تامہ رکھتے تھے" بلکہ یہ مہارت یزید مؤلف کے سردار مروان کی ہے جس کی مذمت ابھی آپ زوجہ حضرت عثمان کی زبانی پڑھ چکے ہیں یہی وہ بدبخت ہے جس کی وجہ سے بلوائیوں کو زور و شور کا موقعہ ملا یہی وہ مروان ہے جس کی وجہ حضرت علیؑ جیسا پاک کردار مصلح، مشیر پھر حضرت عثمان کو نہ مل سکا۔

حضرت عائشہ اور مروان:

مروان کی تعریف کرتے ہوئے ناصبی مولفین نہیں تھکتے جب کہ حضرت عائشہ نے اس مروان کی مذمت اس وقت کی تھی جب وہ یزید علیہ اللعن کی بیعت کے مسئلہ میں عبدالرحمٰن بن ابی اکبر سے مخالف ہو گئی۔ عبدالرحمٰن بیعت یزید کے سخت خلاف تھے مروان نے انہیں برا کہا تو حضرت عائشہ نے کہا تھا، اما انت یا مروان فاشھد ان رسول اللہ صلی اللہ علہ وآلہ وسلم لعن اباک وانت فی صلبہ" (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ۔ حرف

العاء۔ القسم الاول (الحکم) ۲۹ ترجمہ: اے مروان میں گواہی دیتی ہوں کہ پیغمبرؐ اسلام نے تیرے باپ پر اس وقت لعنت کی جب تو اس کے صلب میں تھا'' حضرت عائشہ جس کے ابن ملعون ہونے پر گواہی دیں اسے یہ یزیدی ناصبی نے مؤلف سراہتے ہوئے اس روایت کی تردید کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ''حکم کا قصور ہی کیا تھا کہ آپ ان پر لعنت فرماتے یہ روایت کسی طرح حضرت حکم اور حضرت مروان کو رسولؐ اللہ کی زبان مبارک سے ''ملعون'' قرار دینے کے لئے گھڑی گئی ہے۔ کسی روایت کے رد کرنے کا کیا یہی اصول ہے جو کسی محدث نے اپنے اصول روایت ودرایت کے قانون میں نہیں لکھا الزام آئے گا شارح بخاری پر کہ انہوں نے یہ من گھڑت روایت کیوں لکھی محض مروان دشمنی میں کیا ابن حجر شیعہ تھے؟ کیا علامہ ابن حجر نے بے سند یہ روایت لکھی ہے؟ علم رجال پر اس کی سند دیکھئے۔ تب کہیے من گھڑت ہے ورنہ صرف اپنے طبیعت کے معیار پر قبول وعدم قبول قرار دینا محض سفسطہ ہے ہٹ دھرمی ہے۔ مروان کے باپ حکم پر رسولؐ کا لعنت کرنا مروان کا ابن ملعون ہونا حضرت عائشہ کا مروان کی مذمت کرنا زوجہ حضرت عثمان کا مروان سے تنفر نیز حضرت علیؑ کی مروان سے شدید ناراضگی ہم بحوالہ تاریخ ابن کثیر سے پیش کر چکے۔ اگر یہ مسخ شدہ تاریخ ہے تو اس کے ذمہ دار علامہ ابن کثیر ہیں ہم نہیں جیسا کہ یزیدی مؤلف جہاں کہیں اپنے مزعومہ اکابر کے خلاف کوئی

روایت دیکھ لیتا ہے تو بیک جنبش قلم علمی تجزیہ کے نام پر رد کر دیتا ہے اور اس کے علی الرغم نہ کوئی روایت نہ کوئی حوالہ اپنے مزعومہ خیالات کی بنیاد پر نظریئے قائم کرنے لگتا ہے۔ بنو امیہ خصوصاً حمایت یزید میں یہ اپنی خیالی دنیا کے سوا حقیقت کی طرف کبھی نظر اُٹھا کر نہیں دیکھا کہ حضرت عائشہ حضرت نائلہ زوجہ حضرت عثمان سب اس کے مزعومہ بزرگوں کے خلاف ہیں۔

زیاد کے بارے میں مولا علی پر تہمت کا رد:

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی صاحب نے شیعوں کی رد میں تحفۂ اثناء عشریہ لکھی تھی۔ جس کے باب دہم میں حضرت عثمان پر فاسق گورنروں کی عدم معزولی کے طعن کے جواب میں زیاد بن ابی سفیان جس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ ولدالزنا تھا مگر جناب امیر نے اس کو معزول نہیں کیا وہ نماز پڑھاتا تھا اس پر شعیوں سے جواب طلب کیا ہے۔'' یزیدی مؤلف شاہ صاحب کے بیان سے مولا علی پر تہمت باندھنے کے لئے تین صورتیں بیان کرتا ہے کہ اور ان ہی تین صورتوں میں آخری صورت کو مان کر پھر حضرت علیؑ کو دو صورتوں سے مبرا قرار دیتا ہے اس طرح اپنے بیان کی آپ ہی تغلیط کرتا ہے۔'' شاہ صاحب کے اس بیان کے پیش نظر اب تین صورتیں رہ جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ نمازوں کی تباہی کا

زیاد گنہگار ہے تو اس سے زیادہ حضرت علی نعوذ باللہ گنہگار قرار پائے ہیں اس لئے کہ نمازوں کی تباہی کے اصل باعث آپ ہی ہیں۔ یا دوسرے یہ کہ حضرت علیؑ نماز کی امامت جیسے اہم معاملہ میں علم دین سے بالکل بے خبر اور نا آشنا ہیں۔ جب ہی تو ایسے نجس العین شخص کو لوگوں کی نمازوں کا ذمہ دار بنایا جس کی امامت میں نماز نہ ہو کی بات خوب تصریح سے ثابت ہے۔ تیسرے یا پھر یہ ماننے بغیر چارہ نہیں ہے کہ زیاد والذالذنا اور نجس العین نہیں تھے۔ حضرت علی کے نزدیک ان کی امامت بلا شبہ جائز تھی ہم اوپر کی دو باتوں پر ''حاشاو کلا'' کہتے اور سو بار استغفار کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ جیسی عظیم شخصیت کے بارے میں کوئی غلط بات تسلیم کریں۔ ہم کسی ایسی بات کو قبول نہیں کر سکتے۔ جس کی بناء پر حضرت علی کی عظمت و جلالت پر کوئی حرف آتا ہے۔ ۸۷، ۸۸ باب معاویہ بن ابی سفیان بن حرب) جب حضرت علیؑ کے زیاد کو گورنر کوفہ بنانے اور زیاد کے امامت نماز کی وجہ سے ان کو حلالی مان لینا تھا تو دو صورتیں حشا و کلا اور سو بار استغفار کے ساتھ کیوں کی گئیں کہ ''نمازوں کی تباہی کے اصل باعث آپ ہی ہیں؟ حضرت علیؑ نماز کی امامت جیسے اہم معاملہ میں علم دین سے بالکل بے خبر اور نا آشنا ہیں'' کیا ان مفروضہ صورتوں سے حضرت علیؑ سے بغض کے اظہار سے اپنے دل کو تسلی دینے کے سوا اور کیا مقصد تھا۔ اللہ

کے ولی کی توہین کرنا اللہ سے اعلان جنگ کرنا ہے اور خدا سے جنگ کا اعلان کرنے والا مسلمان نہیں ہوسکتا۔ کافر ہی ہوگا حاشا وکلا اور سو بار استغفار کے ساتھ ہم کہتے ہیں کہ کوئی مسلمان حضرت علیؑ کی توہین نہیں کرسکتا مگر یقین کے ساتھ یہ ضرور کہیں گے کہ خود کو سنی ظاہر کر کے ایک ڈرپوک ناصبی یزیدی حضرت علیؑ کی توہین کرتا ہے۔ ایک سنی خود کو سنی کہتا ہے ایک شیعہ اپنے آپ کو شیعہ کہتا ہے تو ایک خارجی خود کو خارجی یا ایک ناصبی خود کو ناصبی کیوں نہیں کہتا یہ ڈر نہیں تو کیا ہے بغض اہلبیت تو تم ناصبیوں کی پلید فطرت میں ہے تو تم کیوں کوئی موقعہ توہین اہلبیت کا چھوڑو گے خواہ مفروضہ طور پر ہو اور کبھی واقعی صورت کے اقرار کے ساتھ ایک طرف تو یزیدی مؤلف کہتا ہے ''ہم کسی ایسی بات کو قبول نہیں کر سکتے جس کی بناء پر حضرت علیؑ کی عظمت وجلالت پر کوئی حرف آتا ہو'' ۸۸ اور یہی یزیدی مؤلف دوسری جگہ لکھتا ہے ''واقعی حضرت علی نے صحیح الزامات کو غلط ثابت کرنے میں مہارت دکھائی تھی'' ۱۴۱ بعنوان ''ہماری تاریخ اسلام'' کیا یہ غلط کو صحیح ثابت کرنا عظمت علیؑ کے خلاف نہیں ہے۔ اگر غلط کو صحیح ثابت کرنا ثابت ہوتا تب تو کہا جا سکتا مگر اس کا خیال بھی امر محال ہے۔ ہاں اس کے واقعی صورت کا اسے اقرار ہو سکتا ہے جسے اپنے مجہول النسب ہونے میں انکار نہ ہو۔ حضرت علیؑ ناصر رسولؐ کا نام ہے

ذوالعشیرہ میں نبوت کے پہلے گواہ کا نام ہے تم جیسے ہزار ہا ناصبی عظمت علیؑ سے برگشت کرنے کی ناپاک کوشش میں قعرِ مذلت میں جا پڑے مگر عظمت علیؑ اس اوجِ ثریا کا نام ہے جس تک طائرِ عقل پرواز نہیں کر سکتا۔ سچ ہے علیؑ کی محبت کسی نجس دل میں نہیں آ سکتی اور کوئی ناصبی یزیدی خارجی طاہر الولادت ہو نہیں سکتا۔

کیا سیاست علیؑ پر قاتلان عثمان کا غلبہ تھا؟:

ناصبی یزیدی مؤلف اپنی کتاب میں بعنوان ''معاویہ ابن ابی سفیان'' کے ذیل میں لکھتا ہے کہ ''بلا شبہ حضرت علی شخصی طور پر ایک خلیفہ راشد کی صلاحیت رکھتے تھے لیکن آپ کی سیاست پر قاتلان عثمان اور سبائیوں کا غلبہ تھا[۹۴]'' مطلب یہ ہوا کہ آپ میں خلیفہ راشد نہ تھے۔ جب راشد ہونے کی صلاحیتوں کے مانع ہونے میں سبائی اور قاتلان عثمان تھے۔ معاذ اللہ گویا آپ اپنی طرف سے کچھ نہیں کر سکتے تھے جو قاتلان عثمان چاہتے وہی کرتے۔ ذرا ان قاتلان عثمان کے نام تو بتاؤ جو حضرت علیؑ کی سیاست پر غلبہ پا گئے تھے۔ کیا سبائیوں کے سوا صحابہ میں سے کسی نے حضرت علیؑ کی بیعت نہ کی تھی۔ اگر حضرت علیؑ قاتلان عثمان ہی کی مانتے تھے تو صحابہ کرام نے آپ کو ٹوکا کیوں نہیں؟ مسلم بن عقیل باب کے

ذیل میں لکھتا ہے کہ ''امام وقت پر قاتلان عثمان، سبائیوں اور بلوائیوں کا تسلط تھا وہ اپنے امام سے ہر وہ کام کرواتے تھے جو ملت کے لئے تباہ کن ہو'' چونکہ جنگ نہروان میں بے شمار خارجی مارے گئے تھے جس کی معنوی ذریت یزیدی مؤلف ہے اس لئے بغض علیؑ میں ''تباہ کن کام'' سے تعبیر کر رہا ہے۔

آپ کے ساتھ قاتلان عثمان کون کون تھے؟ کیا صحابہ نے اُن کا نام لیا تھا؟ اور اقتدار کی حریص بنے ہوئے تھے معاذ اللہ کیا ان باتوں کو ماننے کے بعد کوئی یزیدی مؤلف کو مسلمان مان سکتا ہے جس کے پاس خود صحابہ کی کوئی عزت نہیں، صحابہ قاتلان عثمان کو برداشت کر رہے تھے دراصل حضرت علیؑ کے بغض میں یہ صحابہ سے بغض کا محض اظہار ہے۔ حضرت علیؑ کو صحابہ نے خلیفہ مانا تھا یا سبائیوں نے آخر یہ سبائی ہیں کون؟ خدا ان سبائیوں پر اور ان کے پیشرو عبداللہ بن سبا پر لعنت کرے مصر کے سابق وزیر تعلیم ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے الفتنۃ الکبریٰ میں عبداللہ بن سباء کو فرضی وجود قرار دیا ہے۔ عبداللہ بن سباء کے وجود کا آخری راوی سیف بن عمر تمیمی ہے اور یہ خود واقعہ قتل عثمان میں پیدا ہی نہ ہوا تھا اس نے کس سے سنا اس کا بھی کوئی پتہ نہیں۔ سیف سے روایت کا سلسلہ چلا علامہ ابن جریر طبری نے سب سے پہلے اسے لکھا اس کے بعد سب کا ماخذ یہی طبری سے ہے اور

طبری کا ماخذ سیف ہے اور یہ سیف ۳۵ھ میں پیدا ہی نہ ہوا تو فرضی وجود سے واقعات کو منسوب کرنا خلاف تحقیق ہے۔ لہذا دور علی میں عبداللہ ابن سبا تھا ہی نہیں تو حضرت علیؑ کی سیاست پر سبائیوں کا غلبہ کیسے ہو جائے گا ہم تاریخ اور رجال کی کتب سے قاتلان عثمان کے معروف چہرے دکھا سکتے ہیں۔ مگر اس بحث کو چھیڑ کر افتراق بین المسلمین کا سبب اور ناصبوں کے مقاصد کے معاون نہیں۔ بننا چاہتے ورنہ طبریٰ۔ البدایہ والنہایہ، طبقات ان سعد وغیرہ میں قاتلان عثمان کے نام اور ان کے احوال مندرج ہیں جنہیں جو پائے تحقیق مطلوب ہے وہ ان کتابوں کو دیکھ کر اور علم رجال کی کسوٹی پر پرکھ کر فیصلہ کر سکتے ہیں کہ قاتلان عثمان حضرت کے ساتھ تھے یا نہیں بے شک بالتحقیق حضرت علیؑ کے ساتھ قاتلان عثمان نہیں تھے بلکہ وہ آپ کے مخالف تھے۔ محمد بن ابی بکر تو جب حضرت عثمان نے انہیں ان کے والد حضرت ابو بکر کو یاد دلایا تو وہ چلے گئے تھے محمد بن ابی اکبر قاتل عثمان نہیں تھے۔ اس لئے روایت کو علم رجال اور اصول روایت واصول درایت کی روشنی میں فیصلہ کیجئے محض اپنے فاسد گمان سے اپنے تیئں فیصلہ کر لینا کہ سیاست علیؑ پر قاتلان عثمان کا غلبہ تھا اندھیرے میں تیر چلانا ہے اور رسول اللہ کے مقدس صحابی کی توہین کرنا رسولؐ اللہ کی دل آزاری ہے اور رسولؐ کی دل آزاری لعنت کی مستوجب ہے پس یزیدی ناصبی مؤلف اپنی نجس تحریر کے

سبب لعنت کا مستحق ہوا، حضرت مولا علیؑ کی شان وعظمت آیات قرآن اور مخصوص احادیث سے مسلم ہے آیہ انما ولیکم اللہ کی تفسیر میں علامہ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت سورۂ مائدہ مولا علیؑ کی شان میں نازل ہوئی آیۃ مودت سورہ شوریٰ، سورۂ ھل اتی، آیۃ مباہلہ، آیت تطہیر آیۃ ومن یشری مشہور آیات آپ کی فضیلت میں آئی ہیں نیز آیۃ یاایھا الرسول بلغ کا شان نزول آپ کی ذات گرامی ہے مفسرین فرماتے ہیں کہ ۱۲۰ آیات حضرت علی کی شان میں ہیں علامہ ثعلبی کا قول ہے کہ ۳۰۰ آیت آپ کی شان میں ہیں۔

احادیث میں حدیث منزلت، حدیث مدینہ، حدیث سفینہ، حدیث حطہ، حدیث نور، حدیث ثقلین، حدیث غدیر کے علاوہ بے شمار احادیث و روایت میں بعض افراد نے ان روایات کے بعض طرق پر اعتراض کیا ہے مگر محدثین کرام نے اس کا مسلکات جواب دیا ہے اور تمام روایات کو علم رجال کی روشنی میں صحیح قرار دیا ہے۔ مگر ناصبی یزیدی افراد کتب احادیث کی صحیح روایات کو بھی من گھڑت قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ "تاریخ اسلام کے مسخ کردہ حقائق" کا پلید مؤلف جس کے جواب میں یہ کتاب لکھی جا رہی ہے لکھتا ہے کہ کئی واقعات فرضی ہیں جیسے در خیبر، غدیر خم، واقعہ قرطاس، واقعہ وادیٔ عقبہ، کربلا اور واقعہ حرہ کی خونچکاں

داستانیں۔ ۴۰۔ واقعہ قرطاس بخاری شریف میں ۶ مقامات پر موجود ہے۔
(۱) کتاب العلم باب کتابت العلم (۲) کتاب الجھاد والسیر باب ھل یستشفع الی اہل الذمۃ ومعاملتھم (۳) کتاب الخمس باب اخراج الیھود من جزیرۃ العرب (۴) باب مرض النبیؐ ووفاتہ (۵) کا کتاب المرضیٰ باب قول المریض قوموا عنی (۶) کتاب الاعتصام باب کراھیۃ الاختلاف۔" جو واقعہ بخاری بعد از کلام باری میں ۶ مقامات پر موجود ہو اسے فرضی قرار دینا کیا یہ کتاب حدیث کی توہین نہیں ہے کیا علامہ بخاری نے ۶ مقامات پر من گھڑت روایت لکھدی اور آج تک محدثین کرام اس سے صدیوں بے خبر رہے یہ یزیدی مؤلف نے سنسنی خیز انکشاف کیا کہ واقعہ قرطاس فرضی ہے۔ اسی طرح غدیر خم کا انکار کھلی آنکھوں سے روشن سورج کا انکار کرتا ہے۔ واقعہ غدیر کی واقعیت پر کسی کو بھی شبہ نہیں ہے کسی محدث نے اس واقعہ کا انکار نہیں کیا ہے اگرچہ بخاری و مسلم میں یہ نہیں ہے مگر بخاری مسلم میں نہ ہونا اس کے فرضی ہونے کی دلیل نہیں ہے ورنہ بہت سی روایات حضرات شیخین نے نہیں لکھی تو کیا ان تمام روایات کو غلط فرضی کہدیں گے جسے بعد والے محدثین نے لکھا اور شارحین ان روایت کے راویوں کی تعدیل کی وہ روایات تواتر لفظی اور تواتر معنیٰ کے ساتھ ہر دور میں مقبول رہی جن پر امت کا عمل درآمد رہا واقعہ غدیر ابن ماجہ اور نسائی

میں ہے مسند احمد ابن حنبل میں ہے۔ علامہ حسن الزماں صاحب نے "القول المستحسن فی فخر الحسن" میں لکھتے ہیں کہ واقعہ غدیر کی صداقت پر دو جلدی کتابیں کتاب الولایۃ کے نام سے مشہور ہے اور خوب ہے۔ خیر جب یزیدی مؤلف واقعہ قرطاس بخاری کو فرضی کہہ سکتا ہے تو بخاری کے ماسوا حوالے دینا گویا اندھے کو چراغ دکھلانا ہے۔ دیدہ و دانستہ بخاری کی روایت کو فرضی کہکر یزیدی مؤلف نے اپنے اسرائیلی مقصد کو واضح کردیا ہے کہ علمائے اسلام سے مسلمانوں کو برگشتہ کرنا ہی اس کا فریضہ ہے اور ایسے اسلام دشمن یزیدیوں کو بے نقاب کرنا ہمارا ایمانی فریضہ ہے۔

یہ ہے دامن یہ ہے گریباں آؤ کوئی کام کریں
موسم کا منھ تکتے رہنا کام نہیں دیوانوں کا

سفیر امام حسین مسلم بن عقیل پر تہمت کی رد:

خبیث الفطرت ناصبی یزیدی مؤلف کتاب نے اپنی کتاب ایک باب "مسلم بن عقیل بن ابی طالب ہاشمی قریشی" لکھا ہے اس میں اس خبیث نے حضرت مسلم کی بہت برائی کی ہے۔ نیز حضرت عقیل حضرت سلیمان بن صرد خزاعی صحابی رسولؐ اور مختار کی بھی مذمت کی ہے۔ حضرت عقیل بن ابی طالبؓ برادر مولا علیؑ پر تہمت باندھتا ہے کہ "جہاں مدینہ

کے دیگر صحابہ نے بیعت نہیں کی وہاں حضرت عقیل نے بھی بیعت نہیں کی'' کوئی حوالہ نہیں ہے محض خیال ہے۔ حضرت عقیل پر دوسری تہمت ہے کہ ان کے کسی فرزند کا نام یزید تھا۔ انہوں نے حضرت معاویہ کے فرزند یزید کو اپنا منہ بولا بیٹا قرار دے کر اپنی کنیت ''ابو یزید'' رکھ لی ہم تمام خارجیوں ناصبیوں یزیدیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اس دعویٰ کے ضمن میں کوئی حوالہ دکھلائے جسے علمائے انساب نے متفقہ طور پر قبول کیا ہو۔ اسی باب میں جہاں حضرت مسلم بن عقیل پر تہمت باندھی گئی ہے وہیں پر فرزندان مسلم کو شہادت حسینؑ کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔ روایت کا غلط تجزیہ کیا گیا ہے۔ حضرت عقیل کی کنیت ابو یزید کی رد تو خود اس کی تحریر سے ہو جاتی ہے۔ کہتا ہے ''مسلم کے علاوہ حضرت عقیل کے کئی فرزند تھے۔ مولانا کراروی نے اپنی کتاب ''بہتر تاریخ'' میں یہ نام دئے ہیں، جعفر عبدالرحمٰن، عبداللہ، موسیٰ عبداللہ الاکبر اور علی'' ظاہر ہے جس کے چھ فرزند ہوں تو اسے یزید پلید کو منہ بولا بیٹا بنا کر اپنی کنیت ابو یزید رکھنے کی کیا ضرورت ہے یزیدی مؤلف کتاب نے یہ نہیں لکھا کہ کیا یزید نے بھی انہیں اپنا باپ بنا لیا تھا یا یزید کے حضرت عقیل کو باپ بنا لینے یعنی اصرار کے ساتھ باپ قرار دیتا تھا کہ جس سے مجبور ہو کر عقیل نے کنیت ابو یزید

رکھ لی یا خود یزیدی لوگوں میں عقیل کی کنیت ابو یزید مشہور کر دی۔ حضرت عقیل کے تو چھ فرزند تھے انہیں بیٹا کسی کو بنانے کی ضرورت نہیں، ہو سکتا ہے یزید کو اپنے مجہول النسب ہونے کا یقین ہوا اور اسی نے یہ کنیت ''ابو یزید'' عقیل کیلئے مشہور کر دی ہو اس سے تو یزیدیوں کے امیر کی توہین ہوتی ہے۔ اب آیئے فرزندان عقیل پر شہادت حسینؑ کی تہمت کو دیکھیں لکھتا ہے کہ ''روایت ہے کہ جب حضرت حسین بعزم کوفہ نکلے اور مقام ثعلبیہ میں پہنچے تو یہاں مسلم کے قتل ہونے اور کوفہ میں حکومت کی گرفت سخت ہونے کی اطلاع ملی اس پر آپ نے واپسی کا قصد فرمایا لیکن یہ فرزندان عقیل اڑ گئے کہ ہم اپنے بھائی (مسلم) کے خون کا بدلہ لیں گے خواہ اس میں ہمار جانیں ہی چلی جائیں۔ اگر یہ روایت صحیح ہے تو ماننا پڑے گا کہ حضرت حسین کی شہادت کی ذمہ داری ان چھ حضرات پر عائد ہوتی ہے اس لئے کہ یہ یقینی بات تھی کہ مسلم کا بدلہ لینے کے ضمن میں ضرور حضرت حسین کی جان بھی جاتی گویا ان کو اپنے بھائی کا بدلہ لینے میں حضرت حسین کی جان کی بھی پرواہ نہیں تھی'' ۱۹۱ اگر اس طرح روایت کو بالفرض صحیح قرار دے کر تجزیہ کیا جائے تو پتہ نہیں کتنے اکابر ملت زد میں آئیں گے۔ تاریخ طبری اردو حصہ سوم خلافت راشدہ ۱۴ھ، ۳۵ھ کے واقعات کے

ذیل میں لکھا ہے کہ "جب حضرت عثمان نے امیر معاویہ کو صبح کے وقت رخصت کیا تو چلتے وقت امیر معاویہ نے ان سے کہا۔ اے امیر المومنین اس سے پہلے کہ وہ لوگ جن کا آپ سے کوئی تعلق نہیں ہے آپ پر حملہ آور ہوں آپ میرے ساتھ شام چلیں، کیوں کہ اہل شام ابھی فرمانبردار ہیں" تو کیا معاویہ کی پیشکش کو مسترد کرنے پر کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت عثمان اگر شام چلے جاتے تو قتل نہ ہوتے لہذا اس قتل کی ذمہ داری خود آپ پر عائد ہوتی ہے یا پھر یہ کہ اسی طبری میں سنہ ۳۵ھ کے حالات میں لکھا ہے کہ حضرت عثمان نے حضرت معاویہ کو امدادی خط لکھا ان کی امداد آنے تک حضرت عثمان قتل ہو گئے تو کیا اس کے ذمہ دار معاویہ ابن ابی سفیان ہوں گے دیکھئے طبری حصہ سوم ناشر ادارۂ تبلیغ دین دیوبند یوپی) اسی کے ص ۴۱۵ میں یہ بھی ہے کہ "امیر معاویہ نے کہا" میں آپ کے پاس ایک لشکر بھیج دوں گا جو اہل مدینہ کے قریب رہے گا تاکہ وہ مدینہ میں یا آپ پر کوئی ناگہانی حادثہ رونما ہو تو اس وقت کام میں آئے۔ آپ نے فرمایا" اس فوج کو یہاں ٹھہرا کر مجھے رسولؐ اللہ کے پڑوسیوں کے رزق میں کمی کرنی پڑے گی اور دار ہجرت کے رہنے والوں کی تنگی رزق کا سامنا کرنا پڑے گا امیر معاویہ نے کہا اے امیر المومنین بخدا آپ پر اچانک حملہ ہو گا یا آپ کو

جنگ کرنی پڑے گی آپ نے فرمایا "اللہ میرے لئے کافی ہے اور وہی عمدہ کارساز ہے" بالفرض اگر اس روایت کو صحیح مان لیں تو اس سے قتل عثمان کی ذمہ داری سبائیوں بلوائیوں پر نہیں بلکہ خود حضرت عثمان پر عائد ہوگی کہ آپ نے کیوں مدد قبول نہ کی۔ کیوں اپنے کو ہلاکت میں مبتلا کیا صرف روایت کو بالغرض صحیح مان کر تجزیہ کرنا غلط ہے جب تک کہ روایت واقعتاً صحیح نہ ہو اس لئے فرزندان عقیل کے متعلق مفروضہ قائم کر کے تجزیہ نہیں۔ صرف اسرائیلی مقاصد کو پورا کرنا ہے اور ناصبی نے وہی کیا ہے کیا فرزندان عقیل کا حضرت مسلم کے بھائی ہونے کے حق سے قصاص کا مطالبہ ناحق تھا؟ ہرگز نہیں کیا فرزندان عقیل نے امام حسینؑ کو قصاص لینے پر مجبور کیا تھا کوئی ان کا قول دکھاؤ نہیں دکھا سکو گے۔ کیا امام حسینؑ نے کھلے لفظوں میں ارادۂ مراجعت ظاہر کیا تھا؟ کوئی حوالہ دکھا سکتے ہو کہ جس میں لکھا ہو کہ امام حسینؑ مسلم کی شہادت کی خبر سن کر واپس جانے کیلئے کہا یا مشورہ کے طور پر ذکر کیا۔ ہرگز نہیں پھر شہادت حسینؑ کی ذمہ داری فرزندان عقیل پر کیوں عائد ہوگی۔ اب ذرا یزیدی مؤلف کی تضاد بیانی دیکھئے پہلے روایت کو بالغرض صحیح قرار دے کر فرزندان عقیل کی توہین کر دی بعد از خرابی بسیار پھر خود ہی اپنے مفروضہ کو غلط قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے

کہ" میرے خیال میں یہ روایت صحیح نہیں ہے اس لئے کہ جب حضرت حسینؑ نے عمر بن سعد کے سامنے اپنے تین شرطیں رکھیں تو اس میں مسلم کے قتل کے بارے میں کوئی بات نہیں رکھی اور اس وقت فرزندان عقیل نے بالکل خاموشی اختیار کی تھی" ۱۹۱ وہاں بالغرض مانا یہاں خیالی طور پر رد کر دیا۔ کیا خیال کوئی اصول ہے کوئی کسوٹی ہے واہ کیا انداز استدلال ہے کہ عمر بن سعد کے سامنے امام حسینؑ نے جب شرائط پیش کی حالانکہ یہ روایت ہی غلط ہے انشاء اللہ آگے کے صفحات میں ہم بتائیں گے جو چیز غلط ہو اس کو بنیاد بنا کر عمارت کھڑا کیا ہے یہی بنائے فاسد علی الفاسد ہے ذرا سوچو تو اگر یزیدی مؤلف کے گمان نقص کے بموجب امام حسینؑ نے شرائط پیش کی تھیں تو مسلم کے قصاص کا ذکر کیسے کرتے یہ کہتے کہ مسلم کے قاتل ابن زیاد کو میرے حوالہ کرو آخر امام حسینؑ مسلم کے قصاص کا مطالبہ کیونکر کرتے فرزندان عقیل خاموش نہ رہتے تو کیا کرتے سارا لشکر یزید ابن زیاد کا مقامی طور پر محکوم تھا تو فرزندان عقیل کیا ان سے مخصوص قاتل کو طلب کرتے فرزندان حضرت عقیل امام حسینؑ کی اطاعت میں جو امام فرماتے وہ کرتے رہے یزیدیوں کا استدلال کہ رائی مل جائے تو پہاڑ بنا دیں مگر افسوس اب تک کسی یزیدی کو غرق ندامت سے بچنے کیلئے تنکے کا

بھی سہارا نہ ملا۔ سفیر امام حسینؑ دیباچۂ کربلا حضرت مسلم بن عقیل پر تہمت طرازی کرتے ہوئے عنوان قائم کیا ہے "مسلم کے جارحانہ اقدامات" اس میں یہہ ملعون مؤلف نے حضرت مسلم پر الزام تراشی کرتے ہوئے لکھتا ہے "ایک سبائی فتنہ پرداز" "شریک بن اعور" نے جو بظاہر گورنر کا بھی بڑا دوست بنا ہوا تھا گورنر کے قتل کا منصوبہ بنایا اور مسلم سے کہا کہ اگر میں گورنر کے قتل کا انتظام کروں تو کیا آپ گورنر کو قتل کریں گے۔ مسلم بخوشی راضی ہو گئے اور کہا انشاء اللہ ضرور اس پر تلوار چلاؤں گا لیکن منصوبہ ناکام ہو گیا۔ مسلم کو ابن زیاد پر تلوار چلانے کی ہمت نہ ہوئی ابن زیاد کو ان کے خادم "مہران" نے بروقت خطرہ سے آگاہ کر دیا" ۱۹۳ کس بے حیائی سے یہ ظالم حضرت مسلم پر قتل کی سازش کا الزام عائد کرتا ہے مگر کوئی حوالہ نہیں لکھتا کہ یہ روایت کہاں سے لکھی ہے آیئے حضرت مسلم بن عقیل کے چاند سے زیادہ اجلے دامن پر لگائے گئے بہتان تراشی کی بنیاد کو تلاش کریں کہ ایسی کونسی روایت ہے جسے توڑ مروڑ کر یزیدی نے کردار مسلم بن عقیل پر حملہ آور ہوا ہے تاریخ طبری حصہ پنجم اردو کے ۱۸۹ پر ایک روایت ہے مگر اس روایت سے مسلم بن عقیل کا قتل کی سازش سے بخوشی راضی ہونے کا یزیدی دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔ اگرچہ یزیدی نے کوئی حوالہ نہیں لکھا مگر اس

روایت کو ہم اس لئے نقل کر رہے ہیں تا کہ یزیدی ناصبی کی باطل ہفوات کا رد ہو جائے۔ لکھتا ہے کہ ''ایک روایت یہ ہے کہ شریک بن اعور شیعہ تھے اور جنگ صفین میں عمار کے ساتھ ساتھ یہ بھی تھے (یہ وہی شریک بن اعور ہیں جنہیں یزیدی مؤلف ''فتنہ پرداز سبائی'' کہتا ہے۔ یہ ہانی بن عروہ کے گھر میں اترے اور مسلم بن عقیل مختار کے گھر میں تھے کہ انہیں عبیداللہ کے آنے کا حال معلوم ہوا۔ یہاں ان کا ان کا رہنا سب کو معلوم ہو چکا تھا یہ بھی ہانی کے گھر میں چلے آئے دروازہ میں داخل ہوئے ہانی سے کہلا بھیجا کہ باہر آئیں ۔ہانی باہر آئے۔ جونہی مسلم کو دیکھا ان کا آنا انہیں اچھا نہ معلوم ہوا مسلم گئے کہا میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ مجھے پناہ دو اور مہمان رکھو۔ ہانی نے کہا خدا تمہارے بھلا کرے تم نے مجھے بڑی تکلیف دی۔ مجھ پر بھروسا کر کے میرے گھر میں نہ چلے آئے ہوتے تو میری خواہش، میرا سوال تم سے یہی ہوتا کہ میرے یہاں سے چلے جاؤ مگر اب تو اس میں میری ذلت ہے۔ ہانی اور مسلم کو جہالت سے واپس کرے؟ آؤ گھر کے اندر چلے آؤ غرض ہانی نے انہیں پناہ دے دی۔ عبیداللہ نے جس شخص کو تین ہزار درہم دے کر افشائے راز کے لئے بھیجا تھا۔ یہ اسی کا غلام آزاد معقل تھا۔ معقل پہلے مسلم ابن عوسجہ سے ملا۔ بڑی

مسجد میں وہ نماز پڑھ رہے تھے لوگوں سے اس نے سنا تھا کہ حسینؑ کے لئے وہ بیعت لیتے ہیں۔ یہ شخص ابن عوسجہ کے پاس شیعوں کے ساتھ آمد و رفت بھی رکھتا تھا کہ ہانی بیمار ہوئے اور عبیداللہ ان کی عیادت کو آیا عمارہ بن عبید سلولی نے کہا ہمارا بڑا کام یہ ہے کہ اس فرعون کو قتل کریں۔ اس وقت وہ تمہارے قابو میں ہے اسے قتل کرو۔ ہانی نے کہا یہ میں نہیں چاہتا ہے کہ میرے گھر میں وہ قتل کیا جائے۔ ایک ہفتہ اور گذرا ہوگا کہ شریک بن اعور بیمار ہوئے۔ ابن زیاد اور تمام امراء ان کی تعظیم کرتے تھے۔ ابن زیاد نے کہلا بھیجا کہ میں شام کو تمہارے دیکھنے کے لئے آؤں گا۔ ''شریک نے مسلم سے کہا آج شام کو یہ مردود میری عیادت کو آنے والا ہے۔ جب وہ آ کر بیٹھے تو تم نکل کر اسے قتل کر ڈالنا اس کے بعد قصر میں آ کر بیٹھ جانا۔ کوئی تمہیں نہیں روکے گا میں جب اس بیماری سے اچھا ہو گیا تو خود بصرہ جا کر تمہارے لئے سب انتظام کر دوں گا۔ شام کو عبیداللہ شریک کی عیادت کے لئے آیا۔ مسلم اٹھے کہ آڑ میں چلے جائیں اور شریک نے تاکید کی کہ دیکھ جس وقت وہ آ کر بیٹھے اسے ہرگز دم نہ لینے دینا یہ سن کر ہانی بن عمروہ مسلم کے پاس گئے اور کہا میں نہیں چاہتا کہ میرے گھر میں وہ قتل ہو۔ ہانی اس بات کو معیوب سمجھے۔ عبیداللہ آیا بیٹھا شریک کا حال پوچھا کہ

تمہیں کیا شکایت ہے اور کب سے ہے ان باتوں کو جب طول ہوا اور شریک نے دیکھا کہ مسلم نہیں نکلے انہیں خوف ہوا کہ یہ موقع ہاتھ سے نہ نکل جائے تو یہ شعر پڑھنے لگے۔ یعنی سلمی کو سلام کرنے میں تمہیں اب کیا انتظار ہے۔ مجھے پلا دو اس میں جان بھی میری جائے تو جائے'' شریک نے دو تین دفعہ اسی شعر کو پڑھا عبید اللہ کچھ سمجھا میں پوچھا، ان کا کیا حال ہے دیکھو یہ تو ہذیان بک رہے ہیں ہانی نے کہا خدا آپ کا بھلا کرے ہاں یہی ان کی حالت ہے طلوع صبح سے لے کر یہ وقت ہونے کو آیا عبید اللہ اٹھا باہر چلا گیا اب مسلم باہر آئے شریک بن اعور نے پوچھا اسے تم نے کیوں قتل کر نہ ڈالا کہا دو امر مانع ہوئے ایک تو یہ کہ ہانی کو گوارا نہ ہوا کہ ان کے گھر میں یہ امر واقع ہو۔ دوسری بات یہ ہوئی کہ لوگ نبیؐ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ اچانک قتل کرنے والے کو ایمان مانع ہے اور مومن کو اچانک قتل نہ کرنا چاہیئے ہانی نے کہا کہ واللہ اسے قتل کرتے تو ایک بڑے فاسق و فاجر اور کافر دغاباز کو قتل کرتے۔ مگر مجھی کو گوارا نہ تھا کہ میرے گھر میں اسے قتل کرو'' اس طولانی روایت کو نقل کرنے کا مطلب یہ تھا کہ مسلم بن عقیل گورنر کوفہ ابن زیاد کے قتل کا کوئی منصوبہ نہیں بنا رہے تھے نہ آپ نے اس کے قتل کو سازشی طور پر جائز رکھا نہ بخوشی راضی ہوئے۔ یہ محض

یزیدی کا فریب تھا جسے ہم نے انکار کر دیا الحمد اللہ سفیر حسینؑ مسلم بن عقیل کا کردار بے داغ ثابت ہوا۔ ہوسکتا ہے کوئی یزیدی اس روایت کو پڑھکر دوسرا اعتراض کردے کہ ہانی بن عمرو مسلم کو رکھنے پر رضامند نہ تھے تو دوستدار اہلبیت کیسے ہوئے؟ اس کا جواب یہ دیا جائے گا کہ ہانی چونکہ مشہور آدمی تھے آپ کے پاس مسلم کے رہنے سے اور مختلف آمد و رفت سے حضرت مسلم کو خطرہ ہوسکتا تھا اور یہی خطرہ ہانی کے گھر میں ابن زیاد کے قتل سے مسلم کو ہوسکتا تھا اس لئے منع کر دیا اور حضرت مسلمؑ مومن کے ایمان کو دلیل بنا رہے تھے کہ کوئی مرد مومن کسی کو بھی انجانے طور پر قتل نہیں کرسکتا یہ ایمان کے خلاف ہے ورنہ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ آپ ابن زیاد کو مومن سمجھ کر قتل نہیں کر رہے تھے بلکہ آپ کا ایمان اچانک قتل کر دینے کو گوارا نہیں کرتا تھا ورنہ ابن زیاد کو ہانی نے فاسق کافر دغاباز اور سلولی نے فرعون کہا ہے جیسا کہ سابق روایت میں گذرا ہے یہی روایت بالفاظ دیگر تاریخ ابن کثیر یعنی البدایہ والنہایہ جلد ہشتم میں صفحات ۳۱۶ تا ۳۱۷ پر اس طرح ہے ''حضرت مسلم بن عقیل ہانی بن حمید بن عروہ مرادی کے گھر منتقل ہوگئے، پھر شریک بن اعور کے گھر منتقل ہوگئے جو اکابر امرأ میں سے تھا اور اسے اطلاع ملی کہ عبید الہ اسکی عیادت کرنا چاہتا ہیں۔ اس نے ہانی کو

پیغام بھیجا کہ مسلم بن عقیل کو میرے گھر میں بھیج دیں تا کہ جب عبیداللہ میری عیادت کو آئے تو وہ اسے قتل کر دے۔ اس نے حضرتِ مسلم کو اس کے پاس بھیج دیا۔ وہ شریک نے آپ سے کہا آپ خیمے میں چھپ جائیں اور جب عبیدالہ بیٹھ جائے گا تو میں پانی طلب کروں گا اور یہ آپ کی طرف اشارہ ہوگا۔ آپ نکل کر اُسے قتل کر دیں اور جب عبیداللہ آ کر شریک کے بچھونے پر بیٹھ گیا اور ہنی بن عروہ بھی شریک کے پاس ہی تھا اومہمان ناصی غلام اس کے آگے سے اٹھ کھڑا ہوا تو اس نے ایک ساعت اس سے گفتگو کی۔ پھر شریک نے کہا مجھے پانی پلاؤ تو حضرت مسلم نے اس کے قتل سے بزدلی دکھائی اور ایک لونڈی پانی کا ایک پیالہ لے کر نکلی تو اس نے حضرت مسلم کو خیمہ میں دیکھا تو اس نے شرم محسوس کی اور تین بار پانی لے کر واپس چلی گئی۔ پھر شریک نے کہا مجھے پانی پلاؤ وہ خواہ میری جان چلی جائے کیا تم مجھے پانی سے حمام کراؤ گے؟ پس مہران خیانت کو سمجھ گیا اور اس نے اپنے آقا کو اشارہ کیا اور وہ جلدی سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔ شریک نے کہا اے امیر میں آپ کو وصیت کرنا چاہتا ہوں اس نے کہا میں ابھی واپس آتا ہوں پس اس کا غلام اُسے کہنے لگا لوگوں نے تمہارے قتل کا ارادہ کیا تھا اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے میں ان سے نرمی کرنے والا

ہوں ان کا کیا حال ہو گیا ہے۔؟ اور شریک نے حضرت مسلم سے کہا آپ کو باہر نکلنے سے کونسی چیز مانع تھی۔ ہم اسے قتل کر دیتے؟ آپ نے فرمایا مجھے رسول ؐ اللہ سے ایک حدیث پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ایمان، غفلت میں حملہ کرنے کی ضد ہے اور مومن غفلت میں حملہ نہیں کرتا اور میں نے اسے تمہارے گھر میں قتل کرنا پسند نہیں کیا، اس نے کہا اگر آپ اسے قتل کر دیتے تو آپ محل میں بیٹھتے اور اس سے کوئی شخص مدد نہ مانگتا اور وہ بصرہ کی امارت میں آپ کو کفایت کرتا اور اگر آپ اسے قتل کرتے تو آپ ایک ظالم، فاجر کو قتل کرتے اور تین دن کے بعد شریک مر گیا۔" یہ روایت بالکل صاف طور پر کہہ رہی ہے کہ مسلم نے ابن زیاد کے سازشی قتل میں بخوشی راضی نہیں ہوئے جیسا کہ یزیدی کا دعویٰ ہے البتہ اس روایت میں ایک جملہ کہ "بزدلی دکھائی" شجاعت بنی ہاشم سے میل نہیں کھاتا اور عقب سے مارنے میں بزدلی کیا ہو سکتی ہے اندھا بھی مار دے سکتا ہے۔

حضرت مسلم بن عقیل کی شہادت کو جرم کی سزا سے تعبیر کرتے ہوئے اپنی ناصبیت کا اظہار کرتا ہے کہ "قتل مسلم کے ضمن میں ابن زیاد کو مطعون کرنا سخت ناانصافی ہے۔ مسلم نے اپنے کئے کی کافی سزا دنیا میں پائی ۱۹۴ ابن زیاد ملعون کا طرفدار یہ نانہجار یزیدی مؤلف انشاءاللہ دنیا سے عبرتناک

موت لے جائے گا اور آخرت میں تو رسوائی ایسی ہوگی کہ شائد فرعون و نمرود بھی اس کے پیچھے چلیں۔ جیسے ابن زیاد دنیا میں ہی معذب ہو گیا تھا اس کا یہ مفت خور وکیل بھی معذب ہو کر مرے گا۔ اس لئے مسلم ''بن عقیل'' کی شہادت کو سزاء سے تعبیر کر کے یقیناً یزیدی مؤلف فرعون و نمرود کا ہمرکاب ہو گیا ہے۔

قریب ہے یارو روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

انصاران حسین پر قتل حسینؑ کی تہمت:

سلطان کربلا سید الشہداءؑ کے اعوان و انصار کا جو مقام و مرتبہ ہے۔ اس سے کسی کلمہ گو کو انکار نہیں ہو سکتا۔ معیت سبط رسولؐ میں اعلائے کلمۃ الحق کے لئے قیام کرنا اور اس راہ میں شہید ہو جانا بہت بڑا مقام ہے۔ مگر کیا کیجئے کہ اسلام کی بیخ کنی اور گروہی تصادم کی بنیاد یزیدیوں نے رکھی ہے انہیں معلوم ہے حوصلہ شکن حالات میں اسلام کے لئے شہید ہو جانے کے جذبہ کی نمایاں مثال واقعہ کربلا ہے اور امام حسینؑ کے انصار کی مثال ہے وہ جانتے ہیں کہ اسلام کی صبح قیامت تک درخشندگی واقعہ کربلا سے حصول شہادت کے جذبہ میں منحصر ہے ظالم سے لڑائی اور مظلوم

سے ہمدردی کا پیغام ہمیں انصاران حسینؑ سے ملتا ہے۔ کربلا انسانیت کے حساس دل میں جذبۂ رحم کو پیدا کرتی ہے اس لئے دنیا سے ظلم کا خاتمہ کرنا ہو تو مظلوم حسینؑ اور ان کے مظلوم انصار سے محبت ضروری ہے۔ اس لئے یزیدی گروہ چاہتا ہے کہ ظلم باقی رہے مظلومیت ابھرنے نہ پائے اس لئے یہ حامیان یزید پلید کا شیطانی ٹولہ جو ظلم دوست ہے انصاران امام حسینؑ کو ہی قاتل حسینؑ قرار دیتا ہے۔ معاذ اللہ چنانچہ یزیدی مؤلف واقعہ کربلا عنوان کے تحت لکھتا ہے کہ ''حضرت حسینؑ کی شہادت کا واقعہ یہی ہے۔ جس کو میں نے بار بار لکھا ہے کہ خیمۂ حسین میں کوفی سبائیوں نے قتل عام مچا دیا۔ روایت یہ ہے کہ آپ نماز عشاء سے فارغ ہو کر دستر خوان پر تشریف فرما تھے اور گفتگو یہ شروع ہوئی کہ صبح عمر سعد کے ساتھ ہمیں دمشق چلنا ہے۔ حر اور اس کے ساتھ آئے ہوئے کوفی جنہوں نے خطوط لکھے تھے، بشمول حبیب ابن مظاہر اور مسلم ابن عوسجہ اصرار کیا کہ ہمارے خطوط ہمیں واپس کر دیجئے ورنہ یہ خطوط ہماری گرفتاری کا سبب بنیں گے۔ آپ ان خطوط کو واپس کرنے پر راضی نہ تھے۔ گویا آپ ان خطوط کو خلیفہ کے پاس اس معذرت میں پیش کرنا چاہتے تھے کہ ان خطوط کی بناء پر ہی مجھے مکہ سے بعزم کوفہ نکلنا پڑا۔ آپ کے ساتھ مکہ سے نکلے ہوئے کوفی سبائی جن کی تعداد قریب پچاس کے تھی ان کا موقف بھی

نازک ہو گیا تھا اب وہ ادھر کے تھے نہ ادھر کے۔ موت ان کی آنکھوں میں منڈلا رہی تھی۔ بحث و تکرار بڑھتے جدال و قتال تک پہنچ گئی کوئی باقاعدہ جنگ نہیں تھی نہ میمنہ نہ میسرہ نہ علمداری نہ سقائی اس ہنگامہ میں بشمول چند کم سن لڑکوں کے حضرت حسین اور اہل بیت کے کئی افراد جن کی تعداد (۱۸) یا (۲۰) بتائی جاتی ہے شہید ہو گئے۔ جب یہ لوگ قتل و قتال کر کے باہر بھاگے تو سرکاری فوج کی گرفت میں آ گئے۔ جو لوگ رات کے اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر بھاگ سکتے تھے بھاگ نکلے اور جو بھاگ نہ سکے فوج پر حملہ آور ہوئے اور قتل ہوئے۔ ان قتل ہونے والوں میں حر۔ حبیب ابن مظاہر اور مسلم ابن عوسجہ اسدیا ور کئی نامور کوفی تھے۔ حضرت حسینؑ کے ساتھ مکہ سے نکلتے وقت پچاس کوفی ساتھ تھے" (۱۷۰ تا ۱۷۱)

ان خبیث عبارات کو میں نے استغفار پڑھتے ہوئے کانپتے دل کے ساتھ لکھا ہے اللہ رے انصاران امام حسینؑ کی مظلومیت چودہ سو سال بعد بھی یزید کی معنوی ذریت کا آج یہ ظلم ہے کہ دوستوں کو قاتل لکھتے ہیں اور مظلوموں پر یہ ظلم کرتے ہیں تو صدیوں پہلے یزید و ابن زیاد نے کیا ظلم نہ ڈھائے ہوں گے۔ یزیدیت آج بھی ان بزرگوں کے صادقانہ جذبہ شہادت سے لرزہ براندام ہے۔ سلام ہو ہمارا سرکار حر ابن ریاحی پر جو لشکر یزید کو ٹھوکر مار کر سردار جنت حسینؑ ابن علیؑ کے قدموں میں اپنی جان

کا نذرانہ دینے آئے تھے حر کی لشکر حسین میں آمد یزید کی شان و شوکت اور مادی حکومت پر بھرپور طمانچہ تھا جس سے آج تک یزیدی تلملا رہے ہیں اس لئے حضرت حر کو قاتل حسین کہکر دامن یزید کو بے داغ ثابت کرنے کی ناکام و ناپاک کوشش کر رہے ہیں مگر یہ ناکام تھے ناکام ہی رہیں گے کیونکہ

جو چپ رہے گی زبان خنجر
لہو پکارے گا آستیں کا

حضرت مسلم ابن عوسجہ ناصر حسینؑ اور حبیب ابن مظاہر باوجود پیرانہ سالی کے جانثاری کر کے اپنی محبت کی لاج رکھ لی انہیں قاتل حسینؑ کہنا سفید جھوٹ ہے اور اپنے ناپاک خیالات کو الفاظ کا جامہ پہنا کر روایت کہہ دینا یزیدیوں کا پرانا شعار ہے۔ لعنت اللہ علی الکاذبین خدا جھوٹوں پر لعنت کرے آیئے تاریخ کے دامن میں پھیلے ہوئے ہزاروں اوراق میں یہ انصاران حسین کے جذبہ صداقت کو نصرت حسینؑ میں شہادت کے عملی اظہار کو دیکھیں اور یہ بھی دیکھیں کہ امام حسینؑ کو خطوط کے لکھنے والے حر، حبیب اور مسلم ابن عوسجہ تھے یا لشکر یزید کے افراد امام حسینؑ نے قبل از شہادت جو خطبہ ارشاد فرمایا ہے اسے مورخین تاریخی خطبہ کہتے ہیں۔ چنانچہ طبری حصہ پنجم ۲۵۱ پر سرخی دی گئی ہے کہ "حضرت حسینؑ کا تاریخی

خطبہ'' اس خطبہ کا آخری جز یہ ہے'' آپ نے پکار کر کہا اے شیث بن ربعی، اے حجار بن ابجر اے قیس بن اشعث اے یزید بن حارث تم لوگوں نے مجھے یہ نہیں لکھا تھا کہ میوے پک گئے ہیں۔ باغ سرسبز ہورہے ہیں۔ تالاب چھلک رہے ہیں۔ آپ کی نصرت کے لئے لشکر یہاں آراستہ ہیں آیئے۔ ۲۵۲، ۲۵۳ امام حسینؑ لشکر یزید سے مخاطب ہوکر آواز دے کر یہ مذکورہ نام بتلا رہے تھے تب کسی میں ہمت نہ ہوئی کہ یہ کہہ سکے یہ خط ہم نے نہیں حبیب اور مسلم ابن عوسجہ نے لکھے ہیں تو جب کل کے یزیدی میں یہ ہمت نہ ہوئی تو آج کے یزیدی میں کہاں سے ہوجائے گی جب خط لکھ کرلانے والے ہی قاتلان حسینؑ تھے جنہوں نے حسینؑ کا ساتھ چھوڑ دیا تو امام حسینؑ نے خطوط دکھلائے نام بتائے۔ معلوم ہوا کہ قاتلان حسینؑ لشکر یزید میں تھے نہ کہ انصاران حسینؑ آپ کے قاتل ہیں یہی مذکورہ بالا روایت جسے ہم نے تاریخ طبری سے لکھا ہے یہی روایت البدایہ والنہایہ اردو ترجمہ تاریخ ابن کثیر جلد ہفتم ۳۶۷ پر ہے۔

حضرت حُر جنہیں یزیدی مؤلف یزیدی لشکر کا افسر ماننے سے انکار کرتا ہے اور انہیں امام حسینؑ کو خط لکھ کر بلانے اور قتل کردینے کا الزام دیتا ہے۔ دیکھئے علامہ ابن کثیر کیا لکھتے ہیں'' ابن زیاد کی فوج کی ہراول کا امیر حر بھی شامل تھے اس نے اس سلوک کے بارے میں جو انہوں نے

حضرت حسینؑ سے کیا تھا آپ سے معذرت کی (۳۶۷۱۔ جلد ہفتم) معلوم ہوگیا کہ حضرت حر یزیدی لشکر کے افسر تھے نہ کہ پہلے سے امام حسینؑ کے انصار میں تھے۔ اب آیئے ذرا انصاران حسینؑ میں مسلم ابن عوسجہ اور حبیب کا حال دیکھیں کے کیسے نصرت امام حسینؑ کی علامہ طبری نے تاریخ طبری حصہ پنجم ۲۴۶ میں لکھا ہے حضرت مسلم کے لئے عنوان خاص دیا ہے'' مسلم ابن عوسجہ اور سعد بن عبداللہ کا استقلال۔'' مسلم ابن عوسجہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کیا ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں اور ابھی خدا کے سامنے آپ کے حق سے ہم ادا نہیں ہوئے۔ ہاں واللہ جب تک میری برچھی ان لوگوں کے سینہ میں ٹوٹ کر نہ رہ جائے جب تک قبضہ میرے ہاتھ میں ہے۔ تلواریں ان کی نہ مارلوں میں آپ سے جدا نہ ہوں گا۔ اگر ان سے لڑنے کے لئے ہتھیار میرے پاس نہ ہوتے تو میں آپ کی نصرت میں انہیں پتھر مار مار کر آپ ہی کے ساتھ مر جاتا۔ لگے ہاتھوں حضرت سعد بن عبداللہ کا بیان بھی پڑھ لیجئے'' واللہ ہم آپ کو چھوڑ کر نہ جائیں گے خدا یہ تو دیکھ لے کہ رسولؐ اللہ کی غیبت میں ہم نے آپ کی کیسی حفاظت کی واللہ اگر میں جانتا کہ میں قتل ہوجاؤں گا۔ پھر زندہ کیا جاؤں گا پھر جیتا جلا دیا جاؤں گا۔ پھر میری خاکستر اڑا دی جائے گی۔ ستر مرتبہ یہی حالت مجھ پر گذرے گی تو جب بھی آپ کی نصرت میں

جب تک مجھے موت نہ آجاتی آپ سے جدا نہ ہوتا اور اب تو ایک ہی دفعہ قتل ہو جانا ہے اور اس میں وہ شرف و کرامت ہے جسے اب تک زوال نہیں۔ پھر میں اسے کیوں نہ حاصل کروں" شائد اسی موقع کیلئے یہ شعر کسی نے لکھا تھا۔

کوئی تو ہوگا، تیغ علم کی یادگاروں میں
مرے لاشہ کے ٹکڑے دفن کرنا سو مزاروں میں

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را اپنے جانثاروں کو قاتل قرار دینا انسانیت کا خون کرنے کے برابر ہے۔ مسلم ابن عوسجہ انصار میں پہلے شیعہ ہیں جنہوں نے بوقت دم واپسیں اپنے ساتھیوں سے وصیت کی کہ میرے بعد حسین کا خیال رکھنا دیکھو تاریخ ابن کثیر جلد ہفتم ایسے جانباز جانثار کو قاتل حسین" کہنے والا کذاب ابن کذاب ہوگا۔ حضرت حبیب ابن مظاہر نے جواب دیا کہ تیرے زعم میں آل رسولؐ کی نماز تو قبول نہ ہوگی اور تیری نماز اور گدھے قبول ہوگی۔ ابن تمیم نے یہ سن کر حملہ کیا۔ حبیب نے بڑھ کر اس کے گھوڑے کے منہ پر تلوار ماری وہ الف ہوا۔ یہ گھوڑے سے گرا اسکے اصحاب دوڑے اور اٹھا لے گئے اسے بچالیا۔ حبیب گر کر اٹھنا چاہتے تھے کہ حسین ابن تمیم نے ان کے سر پر تلوار ماری اور وہ گر گئے مرد تمیمی نے گھوڑے سے اتر کر ان کا سر کاٹ لیا۔"

۲۶۵ یہ تھا حبیب ابن مظاہر کا نصرت حسینؑ میں جوش شہادت سے سر کٹوانا ان حقیقتوں کو مسخ کرنے کو تاریخ کہیں گے یا یزیدی مؤلف کے حقائق کو مسخ کرنے کے نمونے کہ ظالم نے انصار ان حسینؑ ہی کو آپ کا قاتل لکھ دیا تاکہ یزید پلید پر کوئی حرف نہ آئے، مگر یزید پلید تھا پلید ہی ہے۔ جیسے نجاست حقیقی کبھی پاک نہیں ہوسکتی۔ قتل حسینؑ کی ذمہ داری انصار پر عائد کرنا یہ محض اس خبیث مؤلف ہی کا کام نہیں بلکہ اس سے قبل بھی یزیدیوں نے یہ پروپگنڈہ کیا تھا حسین احمد کمال ایک یزیدی یہود طبع گذرا ہے جس نے واقعہ کربلا کو مسخ کر کے اسے داستان کربلا قرار دیا ایک کتابچہ جس کا نام" داستان کربلا حقائق کے آئینہ میں" لکھا تھا۔ یہ کراچی سے شائع ہوا تھا اس میں ظالم یزیدی نے لکھا کہ" ساٹھ کوفی یہ سمجھ گئے کہ اب حضرت حسینؑ کا ان کے قابو میں آنا مشکل ہے۔ لیکن ان سے جدا ہونا ابن زیاد کی گرفت میں پڑ جاتا ہے جو یقیناً عبرتناک سزا دے کر رہے گا۔ ابن زیاد کا فوجی دستہ ساتھ میں ہے اس لئے ان سب نے باہم صلاح و مشورہ کر کے عصر و مغرب کے درمیان کیمپ میں ہنگامہ برپا کرنے اور قافلہ حسینی کے تمام افراد کو ہلاک کر کے رات کی تاریکی میں بھاگ نکل جانے کا منصوبہ بنایا چنانچہ عصر کی نماز کے بعد یہ سب کے سب ایک دم حضرت حسین اور ان کے اہل بیت کے خیمہ پر ٹوٹ پڑے اور حضرت حسینؑ سمیت

کئی افراد کو قتل کر ڈالا" چند سطور بعد یہ پڑھیئے اس شور وغل اور ہنگامہ کی آواز دور محافظ دستے نے بھی سنی۔ حر، شمر اور عمر بن سعد حسینی کیمپ کی طرف دوڑے شام کا جھٹ پٹا ہو چکا تھا ان س نے اگر چہ تمام کوفیوں کو گھیر کر اور پکڑ پکڑ کر قتل کر ڈالا۔

دو یزیدیوں کا تصادم:

حیدرآباد کا نوزائدہ یزیدی "تاریخ اسلام کے مسخ کردہ حقائق" میں داخلہ کربلا کے عنوان کے تحت ۷۰ء میں لکھتا ہے کہ حسین کو خط لکھنے والوں میں حر ہے اور کراچی کا یزیدی لکھتا ہے کہ حر لشکر یزید میں تھے کراچی کا یزیدی مزید لکھتا ہے "یعنی جب تک عمر بن سعد شمر ن الجوشن اور حر خاندان علی کو کوفیوں کے حملہ سے بچانے کے لئے دوڑ کر پہنچے" حر بھی کوفیوں کو مارتے ہوئے ایک کوفی کے وار سے قتل ہو گئے" یہ ساری تفصیل اس کی کتابچہ داستان کربلا کے ص ۳ تا ۱۲ اپرل جائے گی، جس کا جواب سنی محقق عالم شہیر مولانا عبدالرشید نعمانی صاحب نے "شہدائے کربلا پر افترا" کے نام سے شائع کی ہے اس کے ص ۷ اور ۷۶ پر بحوالہ داستان کربلا" یزیدی کے ہفوات دیکھیئے۔ مشہور ہے کہ مرزا حیرت دہلوی نے واقعہ کربلا کا ہی انکار کر دیا تھا کہ امام حسین کربلا گئے ہی نہیں بلکہ مدینہ میں اپنے گھر میں قتل ہو گئے بالکل اسی انداز میں انکار کر دیا جیسے یزید پلید نے

کہا تھا کہ "بنی ہاشم میں نہ کوئی نبی گذرا نہ وحی آئی" یا جیسے دھریہ کہتے ہیں خدا ہے ہی نہیں یزیدی گروہ میں یہ عجب خانہ جنگی ہے کہ کوئی کہتا ہے واقعہ کربلا ہوا ہی نہیں کوئی کہتا ہے انصاران حسینؓ میں حر قاتل حسینؓ ہے کوئی کہتا ہے حر لشکر یزید میں ہی رہے ستم یہ ہے نہ کوئی حوالہ ہے تاریخ کا نہ کتب رجال کا نہ ان کا کوئی راوی ہے پس جو کچھ شیطانی الہامات شیطان ان کے دل پر ڈالتا ہے اسے تجزیہ اور تحقیق کے نام سے پیش کر کے رسواء ہوتے ہیں "شرم تم کو مگر نہیں آتی" مصرعہ کے مصداق بار بار لکھتے ہیں خود حیدرآباد کے نوزائدہ یزیدی کے بیان میں اتنا تضاد ہے کہ بے ساختہ غالب کا شعر ذہن میں ابھرتا ہے

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

کبھی تو لکھتا ہے کہ انصاران حسینؓ ہی قاتلان حسینؓ تھے معاذ اللہ جنہیں سرکاری دستہ نے قتل کر دیا مگر جب "مختار بن ابی عبید ثقفی" کے احوال لکھتا ہے تو سابق بیان کے برخلاف یہ لکھتا ہے کہ "ابن زیاد کے قتل کے بعد مختار کے دماغ میں "انا ربکم الاعلیٰ" کی ہوا سما گئی۔ اس نے کوفہ میں بے تحاشہ قتل وخون کر کے زمین کوفہ کو لالہ زار کر دیا۔ بے شمار لوگ جو حضرت حسینؓ کو کوفہ آنے کیلئے خطوط لکھے تھے یا سرکاری فوج میں

شریک تھے قتل کیئے گئے۔'' ص ۱۹۸ جب سبائی قاتلان حسینؑ کو سرکاری دستہ نے مار دیا تھا تو مختار نے کیسے قاتلان حسینؑ اور خطوط لکھنے والوں کو قتل کر دیا جب کہ خطوط لکھنے والے انصاران حسینؑ تھے یعنی حر، حبیب، مسلم ابن عوسجہ جیسا کہ اس یزیدی کا بغیر کسی تاریخی حوالہ کے دعویٰ تھا۔ اگر یہ تجزیہ صحیح تھا جب کہ تجزیہ کے لئے کوئی تاریخ روایت چاہئے اور یزیدیوں کے پاس کوئی حوالہ نہیں شیطانی خیالات کا اظہار وہی دعویٰ وہی تجزیہ اور خود ہی اپنے تجزیہ کو جھٹلاتے ہیں اور اپنے دعوے کو باطل قرار دیتے ہیں سچ ہے'' خدا جب دین لیتا ہے۔ تو عقلیں چھین لیتا ہے۔ شرم وحیا یزیدیوں میں نام کو نہیں ہوتی جو چاہتے ہیں لکھ دیتے ہیں کہاں جا رہے ہیں پتہ نہیں مشکل تو یہ ہے کہ ان یزیدیوں کو جانور بھی نہیں کہہ سکتے ورنہ وہ بھی شکایت کرے گا کہ ہم کو یزیدیوں میں کیوں ملایا یہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔

امام حسینؑ پر اقتدار کے ہوس رکھنے کی تہمت کا رد:

پلید یزیدی ناصبی مؤلف سرکار سید الشہداء کی ذات گرامی پر ہوس اقتدار کی تہمت دیتا ہے۔ نیز عبد ابن زبیر کا بھی ساتھ میں ذکر کیا ہے ذکر دو افراد کا ہے مگر 3 افراد بتلاتا ہے، جب کہ تیسری شخصیت کا نام ہی

نہیں ہے لکھتا ہے کہ'' خاندان رسالت کے ان تینوں'' صاحب عزیمت'' افراد نے جو'' علم جہاد'' بلند کیا وہ صرف حصول اقتدار اور حصول حکومت کے لئے تھا۔ ان اصحاب عزیمت کو مٹھی بھر شرپسندوں نے بغاوت اور انتشار کے لئے اکسایا تھا عامۃ المسلمین کی تائید انہیں حاصل نہیں تھی۔ انہوں نے صرف اقتدار کی ہوس میں جانیں گنوائیں'' ص ۱۴۰ (عنوان یزید بن معاویہ) سستی شہرت کے لئے سبط رسولؐ پر ہوس اقتدار کی تہمت دیتا ہے مگر جیسے کل یزید رسوا ہوا ویسے ہی آج یہ یزیدی رسوا ہوا ہے۔ خود اپنی تحریر سے آپ ذلیل ہوا ہے ہم اسکے تحریر کے تضاد کو بتائیں گے کہ کبھی تو کہتا ہے اجتہادی غلطی کی ظاہر ہے اجتہادی غلطی کو ماننے سے اقتدار کے ہوس کی نفی ہو جاتی ہے مگر اس دشمن عقل کو پتہ ہی نہیں کیا لکھنا چاہتا ہے اور کیا لکھ رہا ہے۔ امام حسینؑ اور ابن زبیر کا ذکر کرتے ہوئے'' سبط رسولؐ'' کے تذکرہ میں لکھتا ہے کہ'' حضرت حسین اور حضرت ابن زبیر کا امت میں عظیم مقام خود اس زمانے میں بھی تھا جب کہ یہ حضرت دنیا میں تشریف فرماتے تھے اور بعد میں بھی امت تا قیامت ان دونوں کو عظمت و احترام کے ساتھ ہی یاد کرتی رہے گی، سیاسی حیثیت سے ان دونوں بزرگوں سے ان کے اپنے اجتہاد کی بناء پر لغزش ضروری ہوئی لیکن ان کی عظمت و

جلالت اس سے متاثر نہیں ہوئی'' ص ۱۸۰ غور کیجئے پہلے اقتدار کی ہوس کی تہمت دے چکا اب اجتہادی غلطی کہہ رہا ہے خود یزیدی کا اپنا لکھا نقطہ نظر ہے اپنے ماضی الضمیر کو اپنے لفظوں میں نہیں لکھ سکتا اور سبط رسولؐ کے خلاف لکھنے بیٹھا ہے۔ اجتہادی غلطی تو بہت سے اہلسنت مانتے ہیں ممکن ہے اس تحریر سے کوئی اس ناصبی کو سنی سمجھ لے اس لئے اس کی ناصبیت کو عالم نشرح کرنے کے لئے میں بتاؤں کے آگے اس شقی نے اس کی بھی رددی ہے۔ مشہور مفسر مولانا اشرف علی تھانوی صاحب مقتدائے علمائے دیوبند نے لکھا تھا کہ امام حسینؑ نے اجتہاد کیا تھا اس کی رد کرتے ہوئے یزیدی مؤلف لکھتا ہے کہ مولانا اشرف علی تھانوی کا یہ فرمانا کہ ''حضرت امام ہمام کے اجتہاد میں اس کی (یزید کی) امامت صحیح نہ تھی لہذا خروج کا شبہہ ان پر نہیں ہوسکتا'' اس کا جواب بھی زیر نظر کتاب میں واضح کر دیا گیا ہے کہ یزید کی امامت صحیح تھی اکابر امت نے اس کو بہتر حال تسلیم کر لیا تھا اس لئے اب کسی اجتہاد کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ خود حضرت حسینؑ نے بھی اپنی کسی تقریر میں اپنے اجتہاد کی وضاحت نہیں فرمائی کسی بھی مسلمہ حکومت کے خلاف اقدام ''خروج'' ہی کی تعریف میں آتا ہے۔ خواہ اقدام کرنے والی شخصیت کتنی ہی عظیم المرتبت اور صاحب اجتہاد ہو ۱۶۹ ذکر سبط

رسولؐ) دیکھا آپ نے یزیدی مؤلف کا اہلسنت کے نقطہ نظر سے انحراف کہ ظالم قیام حسین کو خروج ہی ماننے پر زور دیتا ہے انشاء اللہ آگے صفحات پر ہم اس کا اہلسنت کے مخالف نقطۂ نظر مزید پیش کریں گے یہاں یہی دکھلانا مقصود ہے کہ یہ اس کی دنیا میں رسوائی ہے کہ اپنی متضاد تحریر سے آپ ذلیل ہو رہا ہے۔ سچ ہے دشمن حسینؑ کبھی رستگار نہیں ہوتا۔

امام حسینؑ پر فوجی چڑھائی کی تہمت:

اس سفر میں آپ کے ساتھ خاندان کے مردوں کی تعداد قریب ۱۶ تھی باقی ۶۰ کے قریب اسدی قبیلہ کے لوگ تھے جو حکومت کی گرفت سے بچنے کے لئے مکہ میں پناہ گزین تھے۔ کوفہ سے امید افزاء خطوط آنے کی بناء پر یہ لوگ بھی آپ کے ساتھ ہو گئے تاکہ اپنے ساتھیوں میں پہنچ کر انقلاب برپا کریں۔ اس لئے یہ خیال کہ آپ کوئی فوجی چڑھائی نہیں کر رہے تھے۔ صحیح نہیں معلوم ہوتا ۱۰۶ ذکر یزید بن معاویہ اس کے جواب میں ہم صرف اس یزیدی کی تحریر سے ہی اس کو شرمندہ کریں گے اپنی کتاب کے ذکر یزید بن معاویہ میں یہ تہمت دینے سے قبل (ص ۱۰۴) پر لکھتا ہے کہ ''اگر واقعی آپ ظالم حکومت کا تختہ الٹنے کے لئے نکلے تو لازماً مملکت اسلامیہ میں اعلان کر کے ایک لشکر جرار کے ساتھ اٹھتے اللہ تعالیٰ

نے اپنے آپ کو دانستہ ہلاکت میں ڈالنے سے منع فرمایا ہے (سورہ بقرہ آیت ۱۹۵) دشمن کے مقابلہ کے لئے اتنی قوت فراہم کرنے کا حکم دیا ہے کہ دشمن مرعوب ہو جائے (سورۂ انفال آیت ۶۵ حضرت حسینؓ ان کو لے کر نکلے؟ ۱۰۴ کیا اس عبارت سے امام حسینؓ پر فوج کشی کی تہمت کی رد نہیں ہوتی؟ اگر امام حسینؓ اپنے خانوادہ کے ساتھ جاتے ہیں تو اسے خلاف قرآن قرار دیتا ہے کہ حفاظتی لشکر لازمی تھا کہ آپ رکھتے ورنہ خلاف قرآن عمل کیا۔ معاذ اللہ حالانکہ یہ تب ہے جب فوجی چڑھائی کیلیئے ہو نہ کہ صرف مسافرت کرنا ہو ہجرت کرنا ہو۔ اگر اسی کو مان لیا جائے تو یزیدی مؤلف کیا یہ بتا سکتا ہے کہ جب حضرت عثمان کی مدد کے لئے اصحاب نے پیش کش کی تو حضرت عثمان نے مدد کو ٹھکرا کر خلاف قرآن کیا۔ اپنے کو ہلاکت میں ڈالا۔ امام حسینؓ نے مکہ والوں سے یہ نہیں کہا کہ میں یزید کا تختہ حکومت گرانے جا رہا ہوں میری مدد کرو آپ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا۔ (یہاں حضرت عثمان کا ذکر الزامی جواب کیلیئے ہے۔)

الغرض یزیدی مؤلف کی متضاد تحریر سے خود اسی کی تذلیل ہو گئی مگر اس سے اس کو کیا تذلیل کا لفظ تو اس کے لئے ہے کہ جو کبھی باعزت ہو یزیدی پیدا ہی ذلیل ہوتا ہے تو اس کی تذلیل کیا ہو گی۔ شہید ابن شہید کتاب کے مصنف علامہ صائم چشتی صاحب نے اور کتاب امام پاک اور

یزید پلید میں حافظ محمد شفیع اکاڑوی صاحب نے ناصبیوں یزیدیوں کے امام حسینؓ کے قیام کو اقتدار کی ہوس سے تعبیر کرنے پر خوب خبر لی ہے اور مستند احادیث کے ذریعہ قیام امام حسینؓ کی حمایت کی ہے۔ ہم ان احادیث کو لکھدیتے بشرطیکہ یہ یزیدی بھی قیام حسینؓ کے برخلاف کتب حدیث سے استدلال کرتا جہاں موقعہ ملے گا ہم اس پر روشنی ڈالیں گے انشاء اللہ لیکن یہاں ہم صرف اس کے جھوٹ اور تضاد بیانی کے آئینہ میں اس کا مکروہ چہرہ دکھا رہے ہیں۔

امام حسینؑ کا اصلاحی خطبہ پیش کرنے کا چیلنج:

کیا پر آشوب دور آ گیا ہے ایسے ایسے جاہل قلم ہاتھ میں لئے شوق تالیف و تصنیف میں بیٹھے ہیں جن سے ابو جہل بھی شرما جائے۔ یہ یزیدی اپنی کتاب میں ذکر " سبط رسول حسین ابن علیؓ میں لکھتا ہے کہ " حضرت حسینؓ کی ایسی کوئی تقریر نہیں پیش کی جا سکتی جس میں آپ نے اپنے خروج کا مقصد کسی غلط کام کی اصلاح یا کسی ظلم کا ازالہ بتایا ہو۔"

آیئے امام حسینؓ کے اس خطبہ مبارکہ کو پڑھے جس میں غلطی کی اصلاح اور ابطال باطل احقاق حق کے لئے دہن سردار جنت سے نکلے ہوئے الفاظ کے وہ آبدار موتی علامہ طبری نے سطور کے سلک گہر میں پرو کر زیب

قرطاس کیا ہے ہم اسے یہاں لکھتے ہیں'' مقام بیضہ میں آپ نے اپنے اور حر کے اصحاب میں یہ خطبہ حمد وثنائے الٰہی کے بعد کہا'' ایھا الناس رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسے بادشاہ کو دیکھے جو ظالم ہو جو حرام خدا کو حلال سمجھتا ہو جو عہد خدا توڑتا ہو جو سنت رسولؐ خدا کے خلاف کرتا ہو، جو بندگان خدا کے ساتھ ظلم و سرکشی سے پیش آتا ہو اور پھر فعلاً یا قولاً اس پر یہ شخص اعتراض نہ کرے تو خدا اس کو بھی اسی کے اعمال میں شریک کرے گا، سنوان احکام نے شیطان کی اطاعت کو ترک کر دیا ہے۔ فساد کو ظاہر حدود، شرع کو معطل، غنیمت کو غصب، حرام خدا کو حلال، حلال خدا کو حرام، کر رکھا ہے۔ ان پر اعتراض کرنے کا سب سے زیادہ مجھے حق ہے۔ تمہارے خطوط میرے پاس آئے، تمہارے پیامبر میرے پاس آئے تمہاری طرف سے بیعت کرنے کو اس بات پر آئے کہ تم میرا ساتھ نہ چھوڑو گے مجھے دشمن کے حوالے نہ کرو گے اگر تم اپنی بیعتوں کو پورا کرو گے تو بہرہ مند ہو نگے۔

میں حسینؑ ہوں علیؑ و فاطمہؑ بنت رسولؐ کا فرزند میری جان تمہارے جانوں کے ساتھ ہے میرے اہل وعیال تمہارے اہل وعیال کے ساتھ ہیں میں تمہارا پیشو ہوں۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا اور عہد و پیمان توڑا اور میری بیعت کو اپنی گردن سے نکال ڈالا تو قسم ہے اپنی جان کی یہہ بات

تمہاری کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہی سلوک تم نے میرے باپ میرے بھائی میرے ابن عم مسلم کے ساتھ کیا ہے۔ جس نے تم پر بھروسہ کے اس دھوکہ کھایا اور جس نے بدعہدی کی اس نے اپنے نفس کے لئے کی تم چوکے اور بے بہرہ رہے خدا اب تم سے بے نیاز کر دے گا والسلام علیکم ورحمۃ الہ وبرکاتہ (طبری حصہ پنجم ۲۳۰)

مخفی مبّاد کہ یہ خطبہ امام حسینؑ نے حر کے لشکر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہ مقام بیضہ میں اس سے کوئی یزیدی یہ نہ سمجھے کہ میرے باپ میرے بھائی اور ابن عم مسلم سے بدعہدی کرنے والے سے مراد امام حسینؑ کے ساتھی ہیں۔ بلکہ یہ امام کے مخاطب لشکر حر تھا جس میں خطوط لکھنے والے کوفی تھے جیسا کہ واضح ہے

امام حسینؑ کا ذی حسم میں خطبہ:

ذی حسم میں جو خطبہ پڑھا ایک روایت میں اس طرح ہے حمد و ثنائے الٰہی کے بعد آپ نے کہا تم لوگ دیکھ رہے ہو کیا حال ہو رہا ہے۔ دنیا بدل گئی پہچانی نہیں جاتی، نیکیاں اور گرداں ہو گئیں اور بالکل گئی گذریں۔ اب رہا کیا برتن کا دھون رہ گیا اور بری زندگانی اور ناگوار چارہ کے تم نہیں دیکھتے کہ حق پر عمل نہیں ہوتا، باطل سے پرہیز نہیں کیا جاتا

مومن کو اب چاہیئے کہ حق کی پرواہ کرے خدا سے ملاقات کرے۔ میں دیکھتا ہوں کہ مرجانا شہادت ہے اور ظالموں میں زندگی بسر کرنا ناگوار امر ہے۔ (طبری حصہ پنجم ص ۲۳۰)

یزیدی ناصبی نے لکھا تھا کہ غلطی کی اصلاح پر ایک تقریر نہیں دکھائی جاسکتی الحمد اللہ ہم نے دو خطبہ دکھا دیا مگر ناصبی مانتا کب ہے۔

امام حسینؑ پر بیعت یزید کی رضامندی کی تہمت:

یزید بن معاویہ کے عنوان کے ذیل میں مظلوم ابن مظلوم شہید کربلا سید الشہداء پر دمشق جانے پر آمادگی کی تہمت یوں دیتا ہے کہ "آپ لمحۂ آخر میں کوفیوں کی بے وفائی اور امت کے اتحاد کلمہ سے متاثر ہو کر اپنی رائے بدل چکے تھے۔ اور جماعت سے وابستہ ہوجانے کے پورے عزم کے ساتھ دمشق چلنے پر راضی ہوگئے تھے آپ کی افسوسناک شہادت جماعت سے وابستہ ہوجانے کی بناء پر کوفی سبائیوں کے ہاتھوں ہوئی نہ کہ سرکاری دستہ کے ہاتھوں ص ۱۰۷" امام حسینؑ کے دمشق جانے پر آمادگی کی روایت کو قاتلان حسینؑ یزیدیوں نے خوب شہرت دی ہے تاکہ امام حسینؑ کے عزم محکم، ثابت قدمی پر انگشت نمائی کی جاسکے اور یزید علیہ اللعن کے مبنی برحق ہونے کی دلیل استوار کرسکے مگر بدنصیب یزیدیوں پر

مزید نصیب کا رونا یہ ہوا کہ جن مورخین نے یہ روایت لکھی خود انہوں نے اسے غلط لکھدیا۔ علامہ طبری لکھتے ہیں کہ "یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے یہ بات ہرگز نہیں کہی۔ جیسا لوگ خیال کرتے ہیں کہ اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے دیں گے" (طبری حصہ پنجم ۲۴۵) اردو مطبوعہ دیوبند) نیز حضرت عقبہ بن سمعانؓ امام حسینؑ کے غلام جو کربلا میں تھے اور شہید نہ ہوئے بلکہ اسیر ہوگئے تھے اور غلام ہونے کی وجہ سے ان کا قتل اسیری میں نہیں کیا گیا تھا جیسا کہ مقتل عقبہ بن سمعان کے پیش لفظ میں علامہ مجتبیٰ حسین کامن پوری نے لکھا ہے یہی عقبہ بن سمعان کے حوالہ سے تاریخ البدایہ والنہایہ المعروف تاریخ ابن کثیر جلد ۳۵۹۸ پر ہے کہ آپ نے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ آپ یزید کے پاس جاتے ہیں اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھتے ہیں اور نہ ہی آپ نے یہ مطالبہ کیا کہ آپ کسی سرحد کی طرف چلے جاتے ہیں۔" جب یہ روایت ہی غلط ثابت ہوگئی تو اس کی بناء پر امام حسینؑ پر بیعت یزید پر آمادگی اور مکہ واپسی یعنی ارادۂ مراجعت کے یہ دونوں تہمتوں کی بھی رد ہوگئی جس غلط روایت کی بنیاد پر امام حسینؑ کی شجاعت پر یہ انگشت نمائی کررہا تھا وہی موضوع ثابت ہوگئی۔

کیا امام حسینؑ خوفزدہ ہوگئے؟:

کیا یہ مانا جائیگا کہ سامنے ۴ ہزار کی فوج دیکھ کر آپ خوفزدہ ہو گئے اور واپس جانے کی التجا کرنے لگے۔" ۱۰۴

حسینؑ اس شیر دل باپ کے بیٹے کا نام ہے جسے رسول اللہؐ نے بخاری کی روایت کے بموجب کرار غیر فرار کہا ہے۔ شجاعت ہاشمی گھرانے کا طرہ امتیاز ہے۔ امام حسینؑ کی شجاعت کی تعریف تو ان کے مقابل آئے لشکر کے افراد نے کی ہے اے ابوجہل کے وارث اے جماعت فرارین و ماکرین کے مفت خور وکیل ذرا تاریخ ابن کثیر جلد ۸ میں شجاعت حسینؑ پر عبداللہ بن عمار سرکاری دستہ کے فرد کی گواہی بھی تو پڑھ لے۔ عبداللہ بن عمار نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت حسینؓ کو اس وقت دیکھا جب انہوں نے آپ کے پاس اکٹھا کر کے آپ اپنی دائیں جانب کے لوگوں پر حملہ کرتے حتی کہ وہ آپ سے خوفزدہ ہو گئے، خدا کی قسم میں نے کبھی کسی مغلوب شخص کو جس کے بچے اور اصحاب قتل ہو گئے ہوں، آپ سے بڑھ کر مظبوط دل اور دلیر نہیں دیکھا، خدا کی قسم میں نے آپ سے پہلے اور آپ کی مثل نہیں دیکھا۔" ص (۲۸۲) کیوں اے نانہجار کون کس سے خوفزدہ ہوا۔ حسینؑ یزیدی فوج سے یا یزیدی فوج حسینؑ سے یاد رہے یہ حسینؑ لافتیٰ کا فرزند ہے جس نے کہا تھا علیؑ کو اس بات کی پرواہ نہیں موت اس تک پہنچے یا وہ موت تک امام حسینؑ کی تو بڑی شان ہے ان کے بھتیجے

شہزادہ قاسم کا قول مشہور ہے "الموت احلی من العسل"، "موت شھد سے زیادہ شیریں ہے" مگر تجھے کیا بتائیں، تو موت وحیات کا فلسفہ کیا جانے، تو زندہ ہی کب ہے، یہ بھی کوئی زندگی ہے، اپنی تحریروں سے آپ ذلیل ہونا۔ چودہ ستارے کے حوالہ سے شجاعت ابوالفضل العباس اور شجاعت حسینؑ پر جو حیرت وتعجب کیا ہے وہ فطری بات ہے بھلا ہاشمیوں کی شیر دلی پر اموی بزدل حیرت نہ کریں گے تو کیا کریں گے علامہ ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ اگر حسین پر پیاس کا غلبہ نہ ہوتا تو یزیدی لشکر کا صفایا ہو جاتا۔ ص ۳۲۴

امام حسینؑ کے طلب آب پر طعن کا جواب:

خبیث یزیدی لکھتا ہے کہ "علی اصغر کو جب دشمنوں کے سامنے لاتے ہیں تو پانی کی ایسی التجا کرتے ہیں جیسے پانی کی بھیک مانگ رہے ہیں اور آخری وقت بھی آپ اپنے قتل سے باز آنے کا اور پانی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہ اتمام حجت کا کیا انداز ہے جس میں اپنی کمزوری اور محتاجی ظاہر ہوتی ہو۔ ص ۷۷ امولانجم الحسن کراروی کی کتاب "چودہ ستارے اور بہتر ستارے" کے حوالہ سے طلب آب کی روایات پڑھ کر طلب آب کرنے کو "بھیک" کی لفظ سے تعبیر کر رہا ہے۔ بھیک کی لفظ تو تیرے امام نار

یزید کے لئے ہے جو حسینؑ کی بیعت کی بھیک مانگ رہا تھا یزید کے باپ دادا فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہؐ سے امان کی بھیک مانگ رہے تھے۔امام حسینؑ پر مہمانی کا حق تھا کہ وہ جن ظالموں نے خط لکھ کر مہمان بلایا تھا ان کی ذمہ داری تھی کہ وہ مہمان نوازی کرتے مگر بندش آب کیا تو امام عالی مقام نے اپنے شیر خوار تشنہ لب فرزند کے لئے پانی مانگا جو شرافت کے خلاف نہیں ہے اور نہ کمزوری کی دلیل ہے کیونکہ قرآن میں ایک سورہ ماعون بھی ہے جس میں ان لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو روزہ مرہ کی برتنے والی چیزوں کو مانگنے پر نہ دیں کجا کہ حق مہمانداری۔اگر امام حسینؑ طلب آب نہ کرتے تو آپ کی مظلومیت اور تم یزیدیوں کے ظلم و شقاوت کیسے ظاہر ہوتی۔یہ بھی تو بتاؤ کیا کسی شقی نے پانی دیا؟ تم لوگ کیا امام حسینؑ کے طلب آب کو معاذ اللہ بھیک کے لفظ سے تعبیر کرتے ہو، اگر اسی لفظ پر اصرار ہے تو ذرا ہمت دکھاؤ حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کے لئے کہنے کی سورۂ کھف آیت ۷۷ میں ہے کہ ''پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب پہنچے ایک گاؤں کے لوگوں تک، کھانا چاہا وہاں کے لوگوں سے انہوں نے نہ مانا کہان کو مہمان رکھیں۔'' ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب تو کیا حضرات موسیٰ و خضر کے لئے بھی بھیک کا لفظ استعمال کیا جائے گا خدا

درجات عالی کرے حضرت انیس کے کہ انہوں نے کیا ہی عمدہ شعر طلب آب کیلئے کہا ہے

حسینؑ اور طلب ائے معاذ اللہ
تمام کرتے تھے حجت سوال آب نہ تھا

شہادت حسینؑ سے کیا ملا اس کا جواب:

ان یزیدوں کو امام حسینؑ کی شہادت سے سکوں نہ ملا و نائت و شقاوت کی انتہا ہوگئی کہ سوال کیا جاتا ہے کہ ''اس عظیم امتحان میں آپ اپنی اور اپنے کنبہ کی قربانی دے کر کامیاب ہوئے تو اس کا ثمرہ خود آپ کو کیا ملا؟ اس کو کیا ملا؟ ص ۱۷۷

جواب: امام حسینؑ علیہ السلام نے شہید ہو کر رسول اللہؐ کے فضیلت شہادت جہری کو مکمل کر دیا۔رسول اللہؐ کو شہادت جہری حاصل نہ ہوئی تھی نواسہ کی شہادت سے نانا کو یہ فضیلت حاصل ہوئی اب صبح قیامت تک آپ کی یہ فضیلت ہے اور اس سے شہادت کا آپ کو یہ ثمرہ ملا ہے کہ آپؐ سے رسول اللہؐ کے شہادت کی تکمیل ہوئی ہے دیکھو (سر الشہادتین حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی) امت کو یہ ثمرہ ملا کہ ظالم کے خلاف بولنے کا حوصلہ ملا۔غلطیوں کے اصلاح کی توفیق ہوئی چنانچہ امام حسینؑ کی شہادت

عظمیٰ ۶۱ ھ میں ہوئی اور ۶۳ ھ میں اہل مدینہ نے یزید کو معزول کر دیا یزید کے خلاف صحابہ میں بیداری شہادت حسینؓ سے آئی ورنہ اس سے قبل صحابہ روایات رخصتؔ پر عمل کر رہے تھے شہادت حسینؓ کے بعد روایت عزیمت پر عمل کرنے کا عزم پیدا ہوا علامہ ابن کثیر دمشقی ۶۳ ھ کے حالات میں لکھتے ہیں ''اس میں حرہ کا معرکہ ہوا اور اس کا سبب یہ تھا کہ جب اہل مدینہ نے یزید بن معاویہ کو معزول کر دیا اور قربتیں پر حضرت عبداللہ بن مطیع اور اصرار پر حضرت عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر کو امیر مقرر کر دیا تو اس سال کے آغاز میں انہوں نے اس بات کا اظہار کیا اور منبر کے پاس جمع ہو گئے اور ان میں سے ایک شخص کہنے لگا میں نے یزید کو یوں اتار دیا ہے جیسے میں نے یہ پگڑی اتار دی ہے اور وہ اسے اپنے سر سے پھینکنے لگا اور دوسرا شخص کہنے لگا میں نے اسے یوں اتار دیا ہے جیسے میں نے اپنی یہ جوتی اتار دی ہے۔ حتی کہ وہاں پر بہت سی پگڑیاں اور جوتیاں اکٹھی ہو گئیں۔ پھر انہوں نے اپنے درمیان سے یزید کے عامل عثمان بن محمد بن ابی سفیان ابن عم یزید کو نکالنے اور بنی امیہ کو مدینہ سے جلا وطن کر دینے پر اتفاق کر لیا (تاریخ ابن کثیر جلد ۸ ۴۳۷) مولانا حافظ محمد شفیع صاحب کتاب امام پاک اور یزید پلید میں صحابہ کے بیعت یزید کو ''عمل رخصت''

پر محمول کرتے ہیں اور اس کے خلاف قیام کو ''عمل عزیمت'' پر اس سے انہوں نے یہ تاثر دیا کہ صحابہ بیعت یزید پر راضی نہ تھے دیکھئے شہادت حسینؓ کے بعد یزید کی کیا درگت بنی کہ جوتوں سے صحابہ نے بیعت یزید کی توڑی ظاہر ہے وہ اسی قابل تھا جیسا اس کے ساتھ عمل ہوا۔ اچھا ذرا یزیدی مؤلف کی کوئی کتاب ہمیں بتائے کہ امارت یزید سے امت کو کیا ملا؟ مدینہ اجڑ گیا۔ عورتوں کی یعنی صحابیات کی عصمت دری ہوئی۔ مسلمانوں میں انتشار ہوا۔ کعبہ کی حرمت پامال ہوئی۔ اسلام کی بدنامی ہوئی اس کا ذمہ دار کون ہے یزید یا وہ صحابہ جو امام حسینؓ کو جانے سے بقول یزیدی کے ٹوک رہے تھے ظاہر ہے صحابہ پر اتنا بڑا الزام عائد نہیں کیا جا سکتا تو یزید ہی ذمہ دار ہوگا یہ پھل ملا ہے امت کو یزید کی امارت کا آج تک نام یزید اسلام کے ماتھے پر سیاہ نشان بنا ہوا ہے جس کے دھونے میں یزیدیوں کو صدیاں لگ گئیں مگر دھو نہ سکے۔

کیا خاندان رسالت سے یزیدی خاندان کی رشتہ داریاں تھیں:

یزیدی مولف اپنی کتاب کی ابتداً خاندان بنی عبدالشمس اور بنی ہاشم'' سے ابتدا کی ہے اس ذیل میں اموی اور ہاشمی خاندانوں میں رشتہ داریوں کو بتلایا ہے مگر کوئی حوالہ نہیں دیا ہے یہاں تک گستاخی کر دی کہ

شہزادی زینبؑ کو یزید پلید کی ساس لکھدیا لکھتا ہے ''جناب عبداللہ کی صاحبزادی سیدہ ام محمد جناب یزید کی زوجہ تھیں اور یہ سیدہ ام محمد سیدہ زینبؑ بنت علی کے بطن سے تھیں اور حضرت علی وحضرت فاطمہ کی نواسی تھیں۔ (ص۔۳) خدا جھوٹوں پر لعنت کرے بھلا طیب کو خبیث سے کیا تعلق؟ اول تو اس کا کوئی حوالہ نہیں کہ تحقیق کی جائے کہ راوی کون ہے پھر علم رجال پر دیکھا جائے ویسے محسن عثمان ندوی صاحب نے حادثہ کربلا کے پس منظر میں دو کتابیں مولانا محمد عبدالرشید نعمانی کی ''شہدائے کربلا پر افترا'' ''یزید کی شخصیت اہلسنت کی نظر میں'' شائع کی ہے اس میں چند شبہات کے جوابات ہیں دسواں شبہ یہی ہے کہ ''واقعہ کربلا کے بعد علوی سادات کی رشتہ داریاں اموی سادات سے ہوتی رہی ہیں۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد بنی فاطمہ اور یزید کی اولاد کے درمیان کوئی رشتہ مناکحت قائم نہیں ہوا کتب تاریخ وانساب کا پر ہونا تو بڑی بات ہے اس سلسلہ میں ایک قرابت کا ذکر بھی کتب تاریخ وانساب سے ثابت نہیں'' (ص۔۳۳۹) پتہ نہیں یزیدیوں کے پاس حق سمجھنے کا معیار کیا ہے اگر رشتہ داریاں ہی ہیں تو نوح کا کافر بیٹا۔ فرعون کی زوجہ آسیہ مومنہ حضرات نوح ولوط علیہما کی ازواج کے بارے میں یہ لوگ کیا رائے قائم کریں گے، حق کی کسوٹی پر رشتہ دیکھیے ورنہ رسولؐ کا چچا

ابولھب بھی تھا، کیا کہو گے۔ کیا بدر واحد میں جو مہاجرین صحابہ کا مقابلہ تھا وہ اپنے ہی رشتہ داروں سے نہ تھا تو جن کے رشتوں کے حوالے ہیں ان پر رشتہ کی وجہ سے اثر نہیں پڑتا۔ کافر کافر ہے مومن، مومن رہے تو امویوں کا علوی سادات سے رشتہ داری بغیر حوالہ دے کر کیا ثابت کرنا چاہتے ہو۔ اگر امویوں اور ہاشمیوں میں مساوات ثابت کرنا ہے تو یہ ہو ہی نہیں سکتا بنوامیہ میں بھلے ہی اکابر صحابہ گذرے ہوں، مگر بنی ہاشم سے تو اللہ کے رسولؐ ہیں پھر کیا فائدہ اس محنت کا یا تو یزید کی طرح کہدو کہ بنی ہاشم میں نہ کوئی نبی آیا نہ کوئی وحی آئی۔ جو تم یزیدیوں کے دل میں ہے۔ وہ صدیوں پہلے یزید نے زبان سے کہدیا تھا دیکھو تذکرہ خواص الامنہ سبط ابن جوزی وغیرہ

فضائل بنی ہاشم:

علامہ ابن حجر مکی کی مشہور کتاب ''صواعق محرقہ'' ہے جس کا فارسی ترجمہ علامہ فخر الدین جہری نے کیا ہے۔ اس کے باب دہم میں بنو ہاشم کی فضیلت میں دو روایات ہیں جسے ہم یہاں نقل کریں گے۔ دیلمی مرفوعاً روایت کردہ کہ فرمود بغض بنی ہاشم وانصار کفر است وبغض عرب نفاق است وصحبت رسیدہ نزد حاکم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفت ای بنی ہاشم درخواستم از خدائے تعالی از برائے شما سہ چیز یکے آنکہ قائم شمارا

ثابت دارد دوم آنکہ گمراہ شما ہدایت دہد سیوم جاہل شمارا عالم گرداند و درخواستم از خدائے تعالی کہ بخیل شمار جواد کنند'' صواعق محرقہ فارسی باب دہم (ص۔۲۹۲) مطبوعہ محمدی ترجمہ راقم الحروف : دیلمی نے مرفوعاً روایت کے ہے کہ بغض بنی ہاشم وانصار کفر ہے، اور بغض عرب نفاق ہے اور حاکم کے پاس صحت کے ساتھ یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی ہاشم میں نے خدا سے تمہارے بارے میں درخواست کی ہے تین چیزوں کیلئے پہلی یہ کہ تمہارا ہدایت یافتہ کو ثابت قدم رکھے۔ دوسرے تمہارے گمراہ کو ہدایت دے۔ سوم تمہارے جاہل کو عالم قرار دے اور درخواست کی، میں نے خدا سے کہ تمہارے بخیل کو سخی کردے'' علامہ ابن حجر نے ردشیعہ میں یہ کتاب لکھی حدیث لکھ رہے ہیں کہ بنی ہاشم سے بغض کفر ہے اور یزیدی ملاعین خاندان بنی ہاشم کے وقار امام حسینؑ کی اہانت کرتے ہوئے نہیں شرماتے کیا کوئی یزیدی خارجی ناصبی مروانی اموی ایسی کوئی روایت دکھلا سکتا ہے کہ رسول اللہؐ نے بنوامیہ کے لئے بھی ایسی دعا کی ہو بجائے اس کے حکم بن العاص ومروان امویوں پر لعنت کی روایت میں اصابہ کے حوالے سے لکھ چکا ہوں ہاشم کو رسول اللہؐ سے عزت ملی ہے بنی ہاشم کا تعلق حضرات ابراہیم واسماعیل علیہما السلام سے ہے حضرت عبدالمطلب جن کے جبین اقدس میں نور نبوت

چمکتا تھا جیسا کہ مواہب لدینہ کے اردو ترجمہ سے ظاہر ہے بنی ہاشم میں کوئی بت پرست نہیں گذرا کوئی زانی یا زانیہ نہیں گذری اس لئے سرکار دوعالمؐ کا مشہور قول ہے کہ ''میں اصلاب طاہرہ سے ارحام مطہرہ تک پہنچا'' علامہ جلال الدین سیوطی نے ''الرسالتہ التسعہ'' سرکار کے آباء کرام کے مومن ہونے میں لکھی۔ جب کہ بنوامیہ کی خواتین عہد جاہلیت عرب کی مشہور فاحشاؤں میں شمار ہوتی تھیں ان میں بت پرستی خوب ہوتی تھی رہا ابولہب جو بنی ہاشم میں ہوکر بگڑ گیا تو اس کی وجہ بھی بنوامیہ کی بری صحبت کے اثرات تھے محققین فرماتے ہیں کہ ام جمیل نامی اموی خاتون سے تعلقات نے اسے قبول اسلام سے روکا اور اپنے آبائی مذہب سے برگشتہ کیا جیسے ابن ملجم کو قطامہ کی آرزو نے علیؑ سے دور کردیا باقی رہے حضرت ابوطالب شیخ بطحا۔ کفیل مصطفے تو ان کے مومن ہونے میں شک ہی نہیں خود اہلسنت کے علماء جیسے علامہ زینی دحلانی مفتی مکہ نے جنہوں نے اسنی المطالب فی ایمان ابوطالب لکھی قائل ہیں اور ابھی علامہ صائم چشتی نے ایمان ابوطالب کتاب لکھی ہے۔ ہر دو کتابوں میں ایمان ابوطالب کے دلائل ہیں۔ اس طرح الحمدللہ خاندان امام حسینؑ ابن علیؑ میں بنی ہاشم میں کوئی کافر کوئی زانی یا مشرک نہیں گذرا بجز ابولہب کے یہ معائب خاندان یزید کو ہی حاصل ہیں۔

قرآن میں بنوامیہ کی مذمت:

آیت ''الم تر الی الذین بدلولوا نعمة الله کفروا احلو اقومهم وارالبوار (روی فی الکشاف ج ا تحت هذه الایة انه قال هم الا فجران من قریش بنو المغیره و بنوامیه فانما بنو المغیره یکفیتموهم یوم بدر واما بنو امیه فمتعوا حتی حین زمخشری کشاف ج ۳ فی تفسیر قوله تعالی (ومن قال سانزل مثلها انزل الله)هو عبدالله بن ابی اسرح القرشی سوره انعام آیت ۹۳)(ماخوذ از شعلة الجوالہ، علامہ مفتی محمد عباس)

ترجمہ مذکورہ آیت کے ذیل میں تفسیر کشاف ج ا میں ہے کہ ''فرمایا اس سے مراد بنومغیرہ اور بنوامیہ کے فاجر ہیں بنومغیرہ کے لئے یوم بدر کافی ہوگیا اور بنی امیہ اب تک فائدہ اٹھارہے ہیں ترجمہ رقم الحروف

سید سجاد پر یزید کو دعا دینے کی تہمیت کی رد:

ہر یزیدی اپنے دوزخی امام یزید کی طرح نہ صرف امام حسینؑ کا بلکہ اولاد حسینؑ کا بھی دشمن ہے امام سجادؑ کو یزید کو واقعہ حرہ کے بعد دعا دینے والا بتلا کر یزید کو مبنی برحق کہتے ہیں اور سید سجاد کی حمیت ملی پر الزام عائد

کرتے ہیں ان خبیثوں کا عجیب معاملہ ہے یا امام حسینؑ کے موقف پر انگشت نمائی کرتے ہیں تو یزید پلید کی امارت پر صحابہ کو دلیل میں پیش کرتے ہیں کہ کثیر صحابہ نے مانا مگر حضرت حسینؑ نے نہیں مانا لہذا اہم صحابہ کی کثرت کو غلط نہیں کہہ سکتے اور جب واقعہ حرہ میں تمام صحابہ نے یزید کو معزول کر دیا تو اب سید سجاد سے منسوب موضوع روایت کو سہارا بنا کر یزید کے موقف کی تائید اور صحابہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ جب صحابہ کو معیار بنا کر یزید کو مانا تھا تو صحابہ کے یزید کو معزول کرنے پر صحابہ کی اطاعت میں خود بھی یزید کو انکار کر دیتے مگر اب سید سجاد سے منسوب روایت کو مان کر پھر یزید کی حمایت کرنے لگے اس سے معلوم ہوا کہ یہ اہلبیت رسولؐ کے دشمن تو ہیں ہی مگر صحابہ کے بھی دوست نہیں بلکہ اپنے شیطانی نظریہ کی تائید کیلئے صحابہ کو موقع پرستی کے لئے مان لیتے ہیں یہ ہے ان کا فریب اس کو پڑھ کر سمجھنے کے بعد اب ذرا یزیدی مؤلف کتاب کی یہ گستاخانہ تحریر پڑھ لیجئے بلاذری کی روایت ہے کہ امیر مسلم نے کہا کہ ''امیر المومنین نے آپ کے ساتھ توقیر اور اکرام کا حکم دیا ہے تو حضرت زین العابدین نے فرمایا ''وصلی اللہ علی امیر المومنین'' اللہ امیر المومنین (یزید) پر رحمت نازل کرے۔ حضرت زین العابدین دو تین سال میں کربلا کے ''لرزہ خیز

مظالم'' کواور ابھی ابھی اپنی آنکھوں کے سامنے مدینہ منورہ میں ہزاروں میں بے گناہوں کے قتل شریف عورتوں کی عصمت دری اور مسجد نبوی کی بے حرمتی کو بھول کر یزید کو''امیر المومنین'' کہہ کر دعا دیتے ہیں تو کیا یہ مانا جائے کہ آپ حمیت ملی دینی اور غیرت ملی سے بالکل عاری تھے؟ حمیت دینی اور غیرت ملی تو بعد کی بات ہے ایک معمولی انسان کی طرح، کیا آپ کا دل ان قیامتوں کے ٹوٹ پڑنے پر نہ پسیجا ہوگا؟ ص ۱۱۱) ذکر یزید بن معاویہ''

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ ظالم نے بلاذری کا مکمل حوالہ نہیں دیا اور دوسری بات یہ ہے کہ اسی بلاذری سے مولانا نعمانی سنی محقق نے یزید کے خلاف روایت لکھی تو بلاذری میں ایسی روایات کو اضافہ کہتا ہے لکھتا ہے کہ''بلاذری کی ''انساب الاشراف'' کے بارے میں خود مولانا نعمانی نے لکھا ہے کہ''یہودیوں نے ۱۹۴۰ء میں یروشلم سے اس کو شائع کیا'' اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ کہ اس میں کیا اضافے اور حذف ہوئے ہوں گے'' ذکر یزید بن معاویہ ۱۳۴)

دیکھا آپ نے یہ یزیدی کس طرح گرگٹ کی طرح رنگ بدل رہا ہے جہاں اپنے موافق روایت دیکھی بغیر یہ دیکھے ہوئے کہ روایت صحیح

ہے یا موضوع تنکہ کا سہارا لے کر یزید کی حمایت کرنے بیٹھ گیا اور جب مخالفت میں روایت دیکھی تو بغیر کسی تحقیق کہ فیصلہ کردیا کہ روایت غلط ہے یا اضافہ ہے علامہ عبدالرشید نعمانی صاحب نے اپنی معرکۃ الارا کتاب ''شہدائے کربلا پر افتراء'' میں اس روایت کو طبقات ابن سعد ج۔۵ کے حوالہ سے لکھا ہے اور اس کے راویوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''اس کا پہلا راوی محمد بر عمر واقدی ہے جو مشہور ضعیف الروایہ ہے دوسرا ابی بکر بن عبداللہ بن ابی مبرہ'' ہے جو وضع حدیث میں مہتم ہے۔ یزید کی منقبت ایسے ہی ناکارہ لوگوں کی روایت سے بات کی جاسکتی ہے صحیح روایت کہاں سے مل سکتی ہے۔ بلاذری اور طبقات ابن سعد کی اصل عبارت پیش کی جائے کسی کتاب کا غلط حوالہ دینا باعث شرم ہے۔'' ۳۳۴

ڈاکٹر محسن عثمان ندوی صاحب نے '' حادثہ کربلا کے پس منظر میں'' عبدالرشید نعمانی کی دونوں کتابیں ''شہدائے کربلا پر افترا'' اور یزید کی شخصیت اہل سنت کی نظر میں'' ایک ساتھ شائع کی ہیں۔ اس کے بعد اہلبیت کی حق تلفی کے عنوان سے سید سجاد کی زبانی عربی عبارت کے ترجمہ کے ساتھ طبقات ابن سعد کے حوالہ سے لکھا چونکہ طبقات ابن سعد کا اردو ترجمہ شائع ہوگیا ہے اس لئے میں صرف اردو ترجمہ کے حوالہ سے لکھتا

ہوں اس روایت کے پڑھنے کے بعد غور کیجئے کیا اس کے بعد بھی امام سجاد یزید کو امیر المومنین معاذ اللہ کہہ سکتے ہیں۔ روایت یہ ہے ''ابن عمرو سے مروی ہے کہ میں علیؓ بن حسینؓ کے پاس گیا اور کہا کہ اللہ آپ کی اصلاح کرے آپ نے کس حالت میں صبح کی انہوں نے کہا کہ میں اہل مصر کے کسی بوڑھے کو تمہاری طرح خیال نہیں کرتا تھا کہ وہ نہیں جانتا کہ ہم نے کس حالت میں صبح کی، لیکن جب تم نہیں جانتے یا تمہیں نہیں معلوم تو میں تمہیں بتاؤں گا۔ ہم نے اپنی قوم میں اس طرح صبح کی جس طرح بنی اسرائیل نے فرعون والوں میں جوان کے بیٹوں کو ذبح کر دیا کرتے تھے اور عورتوں کو زندہ رہنے دیتے تھے ہمارے بوڑھے اور ہمارے سردار نے اس حالت میں صبح کی کہ منبروں پر ان کی بدگوئی یا گالی سے ہمارے دشمن کے پاس تقرب حاصل کیا جاتا ہے طبقات ابن سعد جلد ۵ (۲۲۳)۔
طویل روایت کا ایک حصہ میں نے (مطبوعہ حافظی بک ڈپو دیوبند) سے لکھا ہے اس کے بعد امام سجاد نے قریش کے دوسروں پر تفاخر اور تقرب رسولؐ کے استدلال سے اہلبیت کے تقرب رسولؐ سے استدلال کیا ہے۔
اس کے باوجود بھی اگر یزیدی مولف کتاب اپنی خباثت نفسی سے مجبور ہو کر امام سجادؑ کو یزید پلید کو امیر المومنین کہنے کی جھوٹی روایت سے طعن کرتا

ہے تو اس کے جواب میں سورہ دخان کی آیت نمبر ۴۹ کو پیش کروں گا، جس میں اللہ نے مجرمین کو عذاب دینے کے سلسلہ میں فرمایا'' یہ چکھ تو ہی ہے بڑا عزت والا سردار ہے'' ظاہر ہے عزیز الکریم اللہ کے نام ہیں مگر فرشتے مجرمین کو عذاب دیتے وقت طنزیہ طور پر کہیں تو ہی عزت والا ہے حالانکہ مشرکین و منافقین کے لئے عزت کہاں اسی طرح یزیدی کی بات کو بالغرض مان کر میں کہوں گا سید سجاد نے مدینہ کی تباہی صحابیات کی عصمت دری کے واقعات کے بعد بھی مسلم بن عقبہ کے یزید کو امیر المومنین کہنے اور سید سجاد سے حکم یزید پر نرمی کرنے پر طنزیہ طور پر امیر المومنین کہا ہوگا جیسے فرشتہ جہنمی سے کہیں گے'' یہ بالغرض مان کر رد کرنا ہے ورنہ ثابت ہو گیا کہ وہ روایت ہی موضوع ہے۔ اس کے بعد ہی شقی ابن شقی پلید ابن پلید حامی یزید یعنی نام نہاد سید محمد علی جو خود کو حسینی کہتا ہے اصلاً ونسلاً یزیدی ہے سید سجاد کے لئے حمیت دین اور غیرت ملی سے عاری ہونے کا سوال کرتا ہے؟ موضوع روایت کو پیش کر کے بغیر حوالہ کے بغیر تحقیق سید سجاد کو تہمت دینا اور اس پر یہ ستم کہ حمیت دینی غیرت ملی سے عاری کہنا بلا ذری میں حذف و اضافہ کو تسلیم کر لیا تو پھر اس سے روایت کیوں لکھی اور پھر سید سجاد کے لئے سوال قائم کرتا ہے۔ کیا اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ یزیدی

مؤلف انتہائی ذلیل کمینہ غیرت وحمیت سے خالی غیر طاہر الولادت نجس پلید بے حیا مجہول النسب بے دین و بے ایمان اسرائیلی ایجنٹ ہے ہوسکتا ہے بعض افراد کو اور خود مخاطب کو برا لگے کہ ہم نے یہ کیا زبان استعمال کی مگر اس سے زیادہ تکلیف ہمیں ہوتی ہے جب کوئی ہمارے آقاؤں کو برا کہے میں تو ان کے غلاموں کا غلام ہوں ذرا سورۂ نون تو دیکھو اللہ نے حبیبؐ کی بدگوئی کرنے والے کے عیب بتائے آخر میں کہا یہ ذنیم ہے حرامی ہے تو میرا استدلال اسی سورہ سے ہے کہ جو رسولؐ کی نسل کی عزت نہیں کرتا وہ اصل یعنی رسولؐ کی بھی عزت نہیں کرتا اس لئے وہ ولد الزنا مجہول النسب ہوتا ہے ایسے لوگ ننھیال سے مشہور ہوتے ہیں ددھیال سے نہیں۔

یزیدی مؤلف کا اہلسنت سے انکار:

یزیدی ناصبی افراد اہلسنت ہی کے درمیان سنی بنے رہتے ہیں جب موقعہ ملتا ہے ناصبیت کو ظاہر کرتے ہیں اور اہلسنت بھی ان کا جواب دیتے ہیں الغرض ناصبی اور اہلسنت ایک نہیں ہوسکتے کیونکہ ناصبی دشمن آل رسولؐ ہوتا ہے اور سنی محبّ اہلبیت اس لئے ناصبی یزیدی افراد اپنی تحریروں میں اہلسنت کی مذمت کرتے ہیں۔ یزید ناصبی افراد اہلسنت ہی

کے درمیان سنی بنے رہتے ہیں جب موقعہ ملتا ہے ناصبیت کو ظاہر کرتے ہیں اور اہلسنت بھی ان کا جواب دیتے ہیں الغرض ناصبی اور اہلسنت ایک نہیں ہوسکتے کیونکہ ناصبی دشمن آل رسولؐ ہوتا ہے اور سنی محبّ اہلبیت اس لئے ناصبی یزیدی افراد اپنی تحریروں میں اہلسنت کی مذمت کرتے ہیں۔ یزیدی مؤلف جو اپنے کو مرتب کہتا ہے مرتب نہیں ہے اسلئے کہ اس کے بیانات میں حوالجات نہیں ہیں اور اگر کہیں دیا ہے تو حوالہ سے اسکا منشاء بیان میل نہیں کھاتا۔ علامہ ابن حجر شارح بخاری نے روایت اغلیمہ قریش سے مراد (یعنی قریش کے لونڈوں سے تباہی ہوگی) بنو مروان کو قرار دیا ہے تو ان کی مخالفت میں کہتا ہے ''اغلیمۃ قریش'' کو صرف بنو مروان سے مخصوص فرمار ہے ہیں'' آواز دو انصاف کو انصاف کہاں ہے؟ (ص ۱۱۸) شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنے کتاب ''تکمیل الایمان'' میں یزید کے معائب لکھے تو ان کے خلاف روایت قسطنطنیہ میں مغفرت یزید کے جھوٹے ادعا سے استدلال کر کے کہتا ہے ''شاہ صاحب کے اس ارشاد پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص طور پر اس غزوہ کے شرکاء کی مغفوریت کی بشارت دینے کی ضرورت ہی نہیں تھی'' (ص۔۱۱۹) اور اہلسنت کے مقتدا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جنہوں نے

ازالۃ الخفا اورقرۃ العینین فی تفضیل الشیخین میں شیعوں کی رد لکھی ہے حدیث غزوۂ قسطنطنیہ سے مغفرت یزید کی بشارت کی نفی اور بالغرض مانیں تو مخصوص عہد تک نہ کہ بعد از اعمال قبیح ہو بنی مشروط مغفرت قرار دینے پر انہیں شیعوں کے استدلال کے موافق قرار دیتا ہے ظاہر ہے یہ اہلسنت کے نزدیک توہین ہی ہوگی نیز مولانا علی میاں ندوی کی کتاب المرتضیٰ میں تدسیس قرار دیتا ہے (ص ۱۳۵) مولانا نانوتوی اور مولانا تھانوی کی رد کرتے ہوئے لکھتا ہے'' مولانا اشرف علی تھانوی کا یہ فرمانا کہ حضرت امام ہمام کے اجتہاد میں یزید کی امامت صحیح نہیں تھی۔ اس لئے کہ خروج کا شبہ نہیں کیا جا سکتا یا مولانا قاسم نانوتوی کا یہ فرمانا سکا یزید پر آپ کا خروج ممنوع نہ تھا۔ ناقابل قبول ہے ص (۱۷۰) کیا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے سنیت کی کمر توڑ دی؟ یزیدی لکھتا ہے کہ'' شاہ صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ میں ۱۲ ابواب قائم کیے اور صراحت فرمائی کہ تیمنا تبرکا ۱۲ امام کے لحاظ سے ۱۲ ابواب قائم کیے جا سکتے ہیں۔ کتاب کی بسم اللہ ہی میں شاہ صاحب نے سنیت کی کمر توڑ دی ص (۸۶) میں نہیں سمجھتا کوئی حمیت دین و غیر ملی رکھنے والا سنی عالم اس کو برداشت کرے گا۔

شعر ؎

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی۔
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

الغرض اس خبیث یزیدی ناصبی نے تمام علمائے اہلسنت کی توہین کر دی علامہ محدث ابن حجر عسقلانی شارح بخاری شاہ ولی اللہ محدث دہلوی شاہ عبدالعزیز اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا قاسم نانوتوی، مولانا علی میاں ندوی یہ سب مشاہیر علمائے اہلسنت یہ سب ایک طرف اور یہ مردود ناصبی یزیدی دوسری طرف کیا اب بھی یہ سمجھنے میں دیر لگے گی کہ یہ اسرائیلی ایجنٹ ہے۔

ایک اہم شبہ اور اس کا ازالہ:

بعض یزیدی افراد صحیح مسلم کی ایک روایت اور اس مضمون کی دوسری روایات جو باب الامارہ میں آئی ہیں اس سے قیام حسینؓ کے موقف کو ''باغیانہ'' قرار دیتے ہیں۔ یہاں ایک روایت صحیح مسلم کی اور اس سے امام حسینؓ کے موقف کی اہانت میں یزیدی خبیث کی ایک کتاب سے دکھاؤں گا روایت ہے'' ستکون ھناۃ و مناۃ فمن اراد ان یفرق ھذہ الامۃ وھی جمع فاضربوہ بالسیف کائناً من کان

(مسلم) عنقریب مسلسل ہنگامہ وخرابیاں پیدا ہوں گی۔ اس وقت جو شخص اس امت میں تفریق ڈالنا چاہے درحالیکہ امت مجتمع ہو چکی ہو تو اے مسلمانوں ''تم تلوار سے اسے مار دو وہ چاہے کوئی بھی ہو'' اس حدیث اور اس جیسی دوسری حدیثوں کو لکھ کر ایک یزیدی جو گلبرگہ کا رہنے والا ہے اس نے ایک کتاب کو مرتب کیا ہے جس کا مؤلف محمد احمد الہ آبادی ہے جس کی کتاب ''تحفۂ کربلا'' کو قاضی محمد علی (گلبرگہ) نے ترتیب و تلخیص کر کے شائع کروایا یہ ۱۹۹۵ء میں شائع ہوئی تھی خبیث یہ حدیث لکھ کر بارگاہ حسینؑ میں یوں دریدہ ذھنی کرتا ہے ''بہر حال حضرت حسین کے اقدام کی نوعیت اگر بالغرض اس قسم کی قرار دی جائیں گی تو پھر حضرت حسینؑ ان احادیث کی رو سے باغی یا واجب القتل، مباح الدم قرار پاتے ہیں'' ص (۱۰۴) دیکھا آپ نے یہ محمود عباسی اور ابو بکر ابن العربی جیسے خبیثوں کا فضلہ خور کیسی دریدہ ذہنی کر رہا ہے۔ احادیث کو اپنے خیال پر ڈھال کر پیش کر رہا ہے۔ ایسی احادیث اور اپنے خیالات سے عام سنی مسلمان تو دھوکہ کھا سکتے ہیں مگر بعض وقت خواص بھی پریشان ہو جاتے ہیں چنانچہ اس حدیث کی شرح میں ایک بریلوی المسلک شارح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کی میں شرح مسلم دیکھ رہا تھا تو ان کا بیان پڑھ کر

مجھے حیرت ہوئی، لکھتے ہیں کہ ''ان احادیث کی بناء پر یہ اشکال ہوگا کہ تمام لوگ یزید کی بیعت پر متفق تھے اس کے باوجود حضرت حسین رضی اللہ عنہ اہل کوفہ سے بیعت لینے کے لئے روانہ ہوئے تو آیا وہ اپنے اس اقدام سے اس حدیث کے حکم میں داخل ہیں یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت حسینؓ کے نزدیک یہ حکم اس وقت تھا جب خلیفہ سے کوئی علانیہ معصیت ظاہر نہ ہو اور جب یزید کا نمازوں کو ترک کرنا، گانا بجانا، شراب پینا اور دیگر محرکات کا ارتکاب کرنا بالکل عام اور ظاہر ہوگا تو اس وقت امام حسینؓ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اس اشکال کے جواب پر برسوں سے غور و فکر کرتا رہا ہوں اور اس کے حل کے لئے مسلسل کتابوں کا مطالعہ کرتا رہا۔ میں نے اپنے زمانے کے جید علماء اور فضلاء سے اور اپنے معاصر علماء اسے بھی اس مسئلہ پر گفتگو کی لیکن کوئی اس اشکال کا جواب نہیں دے سکا اور جب یہ لوگ میرے اشکالات کا جواب نہ دے سکے تو انہوں نے میرے خلاف پروپگنڈہ شروع کر دیا کہ یہ شخص یزید کا ولی ہے۔ بہر حال اللہ نے میرا سینہ کھولدیا اور مجھ پر یہ نکتہ واضح کر دیا کہ احادیث میں کفر کا اطلاق معصیت پر بھی آتا ہے (شرح صحیح مسلم جلد ۵ ص (۷۹۵) غور فرمائیں کہ جب بڑے بڑے علماء اہلسنت ہی پریشان ہو جائیں تو ناصبی

افراد کو تو لوگوں کو امام حسینؑ سے برگشتہ کرنا کوئی مشکل نہ ہوگا۔ میں اس روایت کی تحقیق میں رہا کہ یہ رجال کے اعتبار سے کیسی ہے تو اس کے لئے علامہ عبدالرزاق موسوی المقرم کی کتاب ''مقتل الحسینؑ'' دیکھنے کو ملی اس میں روایت کے راویوں کا حال لکھا ہے پوری عبارت یوں ہے ''قال رسول اللہ ستکون ھناۃ مناۃ فمن اراد ان یفرق امر ھذہِ الامۃ وھی جمیع فاضربوہ بالسیف کائناً من کان فما خرج علیہ احد الا بتاویل ولا قاتلوہ الا بما سمعوا من جدہ صحیح مسلم جزء الثانی کتاب الامارہ اخجبہ عن زیاد بن علاقۃ عن عرفجۃ و ابن علافۃ" سعی المذھب منحرف عن اھلبیت کما فی تھذیب التھذیب لا بن حجر ج ۳ ص ۳۸۱ و ذکر عرفجہ فی. ج ۷ ص ۱۷۶ . ولم ینقل لہ مدح اوذم فھو من مجھولین و العجب من التزامہ بعمۃ خلافۃ یزید'' (مقتل الحسین المقرم۔ص ۶)

اوپر آپ یہ حدیث پڑھ چکے ہیں مع ترجمہ لکھی ہے اس کے راویوں کے حال سے ترجمہ کرتا ہوں کہ صحیح مسلم جز الثانی کتاب الامارہ میں یہ روایت زیاد بن علاقۃ اور عرفجۃ ابن علافۃ سے جو مذہب اہلبیت کا

مخالف تھا جیسا کہ تہذیب التھذیب ابن حجر ج ۳ ص ۳۸۱ پر ہے اور عرفجہ اسی کتاب کے جلد ۷ ص ۱۷۶ میں اس کی نہ تو تعریف ہے اور نہ مذمت یعنی وہ مجھول افراد سے ہے اور تعجب یہ ہے کہ اس خلافت یزید پر ایسی روایت کی صحت کا التزام کریں ایسی حدیثوں کو رسولؐ سے منسوب کر کے لوگ حسینیت کے خلاف کام کر رہے ہیں۔

کسے پتہ تھا کہ لے کر چراغ مصطفوی
جہاں میں آگ لگاتے پھر گی بولہبی

ناصبیوں کی ہمتیں اس لئے بڑھ جاتی ہیں کہ انہیں اہلسنت کے عقیدہ خطائے اجتہادی سے مسلمانوں کے درمیان انتشار پیدا کرنے کا موقعہ ملتا ہے کیونکہ جب امام حسینؑ کے قیام کے بارے میں علماء اہلسنت صحابہ کے یزید سے بیعت کرنے امام حسینؓ کا اس کے خلاف قیام کرتے نیز سابقہ مذکورہ حدیث اور اس جیسی دیگر احادیث کی وجہ وہ فیصلہ نہیں کر پاتے کہ کھلکر کیسے امام حسینؓ کے موقف کی تائید کریں لہذا جیسے مولا علیؑ کے مقابل صحابہ کے آنے کو باطل قرار دینے کے بجائے احترام میں ''خطائے اجتہائے، قرار دیتے ہیں۔ ویسے ہی عام صحابہ کے موقف کے مقابلہ قیام حسینؑ کو خطائے اجتہادی اور صحابہ کے عمل کو صرف اجتہاد قرار دیتے ہیں جس کی وجہ سے ناصبی افراد اپنی جگہ بنانے کی گنجائش نکالنے کی سعی مذموم

کرتے ہیں اہلسنت میں بعض علمائے امام حسینؓ کے موقف کو عزیمت سے اور دیگر صحابہ کے بوقت قیام حسینؓ موقف کو ''رخصت'' سے تعبیر کرتے ہیں علامہ ابن خلدون اپنے مقدمہ کے جلد۲ ص (۲۹) پر لکھتے ہیں انہوں نے (یعنی صحابہ نے) اس سلسلہ میں نہ امام حسینؓ کی موافقت کی کیا نہ مخالفت اور نہ انہیں خطا کار و گنہ گار گردانا کیونکہ امام حسینؓ نہ صرف مجتہد بلکہ مجتہدوں کے امام تھے'' مگر اس کی وجہ سے یعنی اجتہاد امام حسینؓ کی وجہ سے ابن خلدون یزید کو قتل حسینؓ سے بری نہیں قرار دیتے بلکہ کہتے ہیں یہ بھی ذہن نشین کر لیجئے کہ یہ خیال کرنا چاہیئے کہ جیسے صحابہ کرام نے اپنے اجتہاد سے امام حسینؓ کا ساتھ نہیں دیا۔ اسی طرح آپ کی شہادت بھی اجتہاد ہی سے واقع ہوئی حاشا وکلا یہ بات نہیں آپ کی شہادت کی ذمہ داری محض یزید اور اسکے ساتھیوں پر ہے'' ص (۲۹) صحابہ کے موقف کو رخصت اور قیام حسین کو عزیمت مولانا حافظ محمد شفیع اکاڑوی نے کتاب امام پاک اور یزید پلید میں لکھا ہے۔ آج کے دور کے مشہور مفسر قرآن ڈاکٹر اسرار احمد صاحب لکھتے ہیں'' آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت حسینؓ نے (Assessment) میں غلطی کی لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے کسی بدنیتی سے یا حکومت و اقتدار کی طلب میں حسینؓ کی نیک نیتی سے ایک رائے تھی نیک نیتی ہی سے ایک اندازہ تھا اور جب اس پر انشراح ہو گیا تو

دیں ہی کے لئے عزیمت تھی۔'' سانحہ کربلا ص (۳۴) میں انتہائی دکھی دل سے یہ کہوں گا کہ علمائے اہلسنت کے قیام حسینؓ کو خطائے اجتہادی کے تعبیر کرنے سے ہی ناصبیوں کی ہمت بڑھتی ہے اور وہ ایک قدم آگے بڑھکر معاذ اللہ آپ کو ''باغی'' کہہ دیتے ہیں خود ڈاکٹر اسرار احمد صاحب جو عموماً Q-TV پر تفسیر قرآن بیان کرتے ہیں۔ جن کی کئی ایک تصانیف میں وہ جہاں امام حسینؓ کے اقدام کو بدنیتی کے لفظ سے تعبیر کرنے میں خدا سے پناہ مانگتے ہیں لیکن یہ بھی لکھتے ہیں کہ ادھر کوفہ سے گورنر ابن زیاد کا لشکر آ گیا یہ لشکر ایک ہزار افراد پر مشتمل تھا اور اس کو صرف ایک حکم تھا کہ وہ حضرت حسینؓ کے سامنے یہ دو صورتیں پیش کرے کہ آپ نہ کوفہ کی طرف جا سکتے ہیں۔ نہ مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ کی طرف مراجعت کر سکتے ہیں ان دونوں سمتوں کے علاوہ جدھر آپ جانا چاہئیں اس کی اجازت ہے۔ یہاں اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ وہ تیسرا راستہ کونسا ہو سکتا ہے وہ راستہ تھا دمشق کا لیکن افسوس کہ حضرت حسینؓ نے اختیار نہ کیا بلکہ وہیں ڈٹے رہے'' ص (۳۶) ایک طرف تو اسرار احمد صاحب امام حسینؓ کے اقدام پر بدنیتی کرنے خدا کی پناہ مانگتے ہیں کہ ہر گز یہ اہلسنت کا عقیدہ نہیں اور دوسرے ہی لمحہ میں یہ کہہ دیتے ہیں کہ ''افسوس کہ حضرت حسین نے اختیار نہ کیا وہیں ڈٹے رہے'' سوال یہ ہے کہ حسینؓ دمشق

کیوں نہیں جانے آمادہ ہوئے اس لئے کہ یزید کی بیعت نہیں کرتی تھی۔ تو اب ان کے موقف پر تأسف کرنا کیا معنی؟ یہی کہ کاش آپ یزید کی بیعت کر لیتے یہی تو مطلب ہوا مزید برآں کے یہاں تک لکھ دیا کہ "وہیں ڈٹے رہے" یعنی امام حسینؑ نے معاذ اللہ ضد کی ہٹ دھرمی سے کام لیا۔ یہ اظہار تاسف اور یہ امام حسینؑ پر ہٹ دھرمی کا الزام کیا یہ ناصبی افراد کے لئے زمین کو ہموار کرتا نہیں ہے ہوسکتا ہے اسرار احمد صاحب سنی لبادہ میں ناصبی ہی ہوں اگرچیکہ وہ اس سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں مگر ان کا لب ولہجہ ناصبیوں سے ملتا جلتا ہے چنانچہ لشکر یزید کے پلید کمانڈر عمرو بن سعد کے احترام میں لکھتے ہیں کہ "اور یہ عمرو بن سعد کون تھے؟ افسوس کہ ان کے نام کو گالی بنا دیا گیا ہے" ص (۳۶) کیا یہ ناصبیوں کا لب ولہجہ نہیں ہے کیا یہ وہی عمرو بن سعد نہیں ہے کہ جس پلید نے سب پہلے لشکر حسینؑ پر یہ کہکر تیر چلایا تھا کہ گواہ رہنا پہلا تیر میں نے چلایا ہے" تاریخ ابن کثیر جلد ۸۔ اس کا نام عاشقان امام حسینؑ کے لئے گالی نہیں بنے گا تو کیا قرآن کی آیت بنے گا، حد ہوگئی کہ مدح امام حسینؑ میں علامہ اقبال کا شعر بھی آپ کو برداشت نہ ہوا لکھتے ہیں کہ

محتاط ترین لوگ بھی جب شاعری کی ترنگ میں آتے ہیں تو ان کی زبان وقلم سے بھی غیر محتاط اور غلط باتیں نکل جاتی ہیں مثلاً آپ علامہ

اقبال کے اس شعر پر غور کیجئے

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستان حرم
نہایت اس کی حسینؑ ابتداء ہے اسمٰعیل

غور طلب بات یہ ہے کہ شہادت حسینؑ اور ذبیح اسمٰعیل میں کونسی چیز مشترک ہے، حضرت اسمٰعیلؑ کو ذبیح کرنے کیلئے آمادہ کون ہوئے؟ اللہ کے ایک جلیل القدر پیغمبر! کیا حضرت حسینؓ کی شہادت بھی کسی ایسے ہی ایک جلیل القدر شخص کے ہاتھوں ہوئی ہے۔ معاذ اللہ (یہہ تین بار لکھا ہے) کون سی قدر مشترکہ ہے (کچھ سطور بعد) علامہ اقبال مرحوم بقید حیات ہوتے تو ان کی خدمت میں عرض کرتا کہ اس شعر کے دوسرے مصرعے کو تبدیل کر کے یوں کر دیا جائے تو واقعاتی اقدار کا اشتراک پیدا ہوجائے گا کہ

غریب و سادہ رنگیں ہے داستان حرم
نہایت اس کی ہیں عثمان ابتداء ہابیل

ص (۱۷،۱۸)

حیدرآباد کے ناصبی نے اس شعر پر وہی اعتراض کیا ہے اپنی کتاب میں اور یہی اعتراض Q-TV کے مفسر قرآن اسرار احمد صاحب کو بھی ہے میں کہتا ہوں اب تک اقبالیات پر جو کام ہوا ہے ممکن ہے وہ

ناقص ہو اس کو مکمل کرنے کے لئے اسرار احمد صاحب کو ماہر اقبالیات کی حیثیت سے یہ کام سونپ دینا چاہئے انتہائی افسوس کی بات ہے جو شخص اقبال کے ایک شعر کی۔ معنوی تمثیلات کو نہ سمجھے وہ قرآن کی تفسیر کیا کرے گا۔ اور یہ شعر گویا انہیں کسی بنیادی عقیدہ سے انحراف لگا کہ تین مرتبہ خدا کی پناہ مانگی ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی شعر فہمی سے ان کی قرآن فہمی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس طرح پتہ نہیں کتنے افراد مفسر و عالم بنے بیٹھے ہیں جن کا مقصد غیر محسوس انداز میں عظمت امام حسینؑ کے موقف کو ہٹ دھرمی سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ انداز دراصل ان جیسے حضرات کو ابن تیمیہ سے ملا ہے جس کا موقف یہ تھا کہ یزید برا نہ تھا بلکہ اسے بڑا مشہور کیا گیا۔ اب ظاہر ہے جب یزید برا ہی نہ تھا تو حسینؑ کیوں مخالف ہوئے باغی کہیں گے تو ناصبی مشہور ہوں گے۔ لہذا یہی کہدیا جائے کہ ہاں آپ سے خطائے اجتہادی ہوگئی۔ نتیجہ کیا نکلا اس تجزیہ کا یزید اچھا تھا امام حسینؑ اپنی خطا سے معاذ اللہ قتل ہوئے دراصل اس طرح ناصبیت کی زمین سازی ہوئی ہے تاکہ بغض حسینؑ کے بیج بوئے جائیں۔
ابن تیمیہ جنہیں لوگ شیخ الاسلام کہتے ہیں کہتا ہے کہ ''اس وقت کوئی شخص بھی یزید ابن معاویہ کے بارے میں کوئی اتنا نہیں کہتا تھا اور نہ اس کی

دینداری پر کچھ کام کرتا تھا۔ اس کے بعد بعض واقعات ظہور میں آئے اور کربلا واقعہ حرہ اور حصار مکہ کے ایک گروہ نے یزید پر لعنت کا اظہار شروع کیا تاکہ ان کی آڑ میں دوسروں پر لعنت کرنے کی راہ نکالی جائے (ماخوذ از تاریخ اسلام کے مسخ کردہ حقائق) ص ۳۸، عربی عبارت کے ترجمہ کے ساتھ لکھا ہے البتہ قوسین میں واقعہ کربلا، حرہ حصار مکہ میں سمجھتا ہوں اس کا اپنا طبع زاد خیال ہے بلکہ غسیل الملائکہ حضرت عبداللہ ابن حنظلہ اور ان کے وفد کی مدینہ میں یزید کے اعمال سینہ کی گواہی پر لوگوں نے یزید کو برا کہا ہے اس کے ساتھ واقعہ کربلا نے تو اسے عالم آشکار پلید بنا دیا ایک طرف تو ابن تیمیہ محبت اہلبیت کیلئے تاکید کرتے ہیں دوسری طرف یزید کو قتل حسینؑ سے بری قرار دیتے ہیں امام حسینؑ کے موقف کو خطائے اجتہادی بھی قرار دیتے ہیں لکھتے ہیں ''اہل سنت و جماعت، اہلبیت سے محبت وعقیدت رکھتے ہیں اور ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت کا پورا پورا خیال رکھتے ہیں جو آپ نے ''غدیر خم'' کے دن فرمائی تھی۔ ''لوگوں میں تمہیں اپنے اہلبیت کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں'' (عقیدہ واسطیہ اردو ترجمہ اوالمکرم عبدالجلیل ناشر الکتاب انٹرنیشنل دہلی) ص ۸۳) اور یہ بات کہنے کی ضرورت نہیں

ہے کہ علیؑ اہلبیت کی ممتاز فرد ہیں۔ مگر اس وصیت رسولؐ کا ابن تیمیہ نے کیا لحاظ رکھا وہ بھی دیکھ لیجئے ان کے تفردات کی فہرست جس کتاب میں شائع ہوئی اس میں ان کا یہ بھی تفرد ہے (یعنی مختار ہے) کہ ''حضرت علیؓ نے تین سو سے زائد مسائل میں غلطی کی ہے'' وایضاح المسالک ص (۴۹) مولف مفتی شبیر احمد قاسمی ناشر فرید بک ڈپو دہلی) ابن تیمیہ کا بغض علیؓ میں ڈوبا ہوا جملہ آپ نے دیکھ لیا اب ان کا خود اپنے اس قول بروزن بول کے خلاف یہ بیان پڑھ لیجئے لکھتے ہیں کہ '' جو شخص ان چاروں خلفائے راشدین میں سے کسی کی خلافت میں بھی طعن وتشیع کرے وہ اپنے گدھے سے بھی زیادہ گمراہ ہے (عقیدہ واسطیہ ص۱۸۲ ابن تیمیہ)

یہ لکھنے کے باوجود جب وہ اپنے چوتھے خلیفہ کی ۳۰۰ غلطیاں نکال رہے ہیں جیسا کہ فتاویٰ حدیثیہ کے حوالے سے ایفاح المسالک میں لکھا ہے تو ابن تیمیہ خود اپنے بیان کے آئینہ میں گدھے ثابت ہوگئے واہ کیا اہلبیت کا احترام کیا رسولؐ کے وصیت پر عمل کیا خوب وصیت غدیر کو یاد رکھا یہ ہے ناصبیوں کی کمک کرنا۔

ع۔ ''ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسمان کیوں ہو''

میں یہ دکھلا رہا ہوں کہ لوگ کس طرح گرگٹ کا رنگ اختیار کرتے ہیں

ایک طرف محبت کا دعویٰ اور دوسری طرف دوستی کے انداز میں یہ دشمنی دوست کا ذہنی تعصب دشمن کی تلوار سے زیادہ ہلاکت خیز ہوتا ہے۔ اسی طرح اسرار احمد صاحب نیز مولانا یوسف سلیم چشتی صاحب جن کی کتاب ''اسلامی تصوف میں غیر اسلامی روایات'' منظر عام پر آگئی ہے اس کا بار اول پاکستان میں یہی اسرار احمد صاحب نے شائع کروایا۔ مولانا امین احسن اصلاحی صاحب مشہور مفسر مؤلف کتاب تدوین القرآن نے اس کی تقریظ لکھی جناب یوسف صاحب نام نہاد چشتی ہیں رد تصوف کے نام پر فضائل علی کو سبک کیا، مشکوک کیا، رد کیا ہے خود حیدر آبادی ناصبی نے بھی اس کا حوالہ دیا ہے۔ میں نے اس کو مکمل پڑھا ہے درخیبر کے اٹھانے اور ذوالفقار کے نزول پر جبرئیل کا لافتیٰ کی رزمزمہ خوانی کرنے یعنی شاہ لافتی کیلئے لافتی الاعلی لاسیف الا ذوالفقار والی روایت کو رد کر دیا۔ کس کس کا ذکر کروں کیسے کیسے نام اس وقت میرے ذہن میں ابھر رہے ہیں جو ناصبیت کا پرچار کررہے ہیں مگر بنام اہلسنت ہیں اس لئے کہ

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دھوکہ دیتے ہیں ہمیں یہ عقدہ گر کھلا

اس کی وجہ یہی ہے کہ امام حسینؑ کے موقف کو خطائے اجتہادی سے تعبیر کرنا

ہی دراصل ناصبیت پر نقاب ڈالنا ہے اور یہی نظریہ انتہائی شکل میں ناصبیت کا روپ لے کر ہمارے سامنے آجاتا ہے مگر کیا کیجیئے جب رسولؐ اللہ کے اقدامات کو ''خطائے اجتہادی'' کہتے ہوئے نامور مفسرین کا قلم نہیں کانپتا تو ان کے نواسہ امام حسینؑ کے قیام کے موقف کو خطائے اجتہادی سے تعبیر کرنے میں انہیں جھجک کیا محسوس ہوگی جس کا نتیجہ ناصبیت کا ابھرتا ہے۔ اسلئے ناصبیت کی جڑ کو ختم کرنا ہوتو خطائے اجتہادی کے نظریہ کو چھوڑنا ہوگا انشاءاللہ اس کتاب کی اشاعت مکمل ہوجائے تو اللہ کی مدد سے اس کے رسولؐ کے متعلق خطائے اجتہادی کے نظریہ کے ابطال میں سواداعظم کی معتبر کتب سے لکھوں گا، کیونکہ اس کے بعد دوسرا قدم امامت حسینؑ پر انگشت نمائی ہے۔ اس لئے اس کا رد بلیغ ضروری ہے۔

کیونکہ خطائے اجتہادی کے نظریہ کو ماننے سے عصمت رسولؐ پر زد پڑتی ہے۔ صرف خانہ پری کے طور پر رسولؐ کو معصوم ماننا نظر آتا ہے اس لئے رسول اللہؐ کی خطائے اجتہادی کے نظریہ کا ابطال ضروری ہے۔ بعض سنی مفسرین نے رسولؐ اللہ کی کی خطائے اجتہادی کے لئے قرآن سے استدلال کیا ہے۔ مثلاً سورۂ انفال کی آیت ۶۷ کے ذیل میں ہے کہ اللہ نے قیدیان بدر کے فدیہ یا قتل کے مسئلہ میں عمر کی موافقت کی اور رسولؐ اللہ سے سورۂ تحریم کی تفسیر میں ملتا ہے کہ شہد کے اپنے پر حرام کردینے میں

رسولؐ اللہ سے خطائے اجتہادی ہوگئی۔ اس طرح سورۂ توبہ کے آیت نمبر ۴۳ کے ذیل میں بعض مفسرین اہلسنت نے رسولؐ اللہ کی خطائے اجتہادی کو لکھا ہے۔ انشاء اللہ میں اس تحقیقی موضوع پر ایک مقالہ لکھوں گا۔ جسے الگ یا پھر ترغیب حق'' کے عنوان سے ایک کتاب میں شائع کرواؤں گا۔

فضائل امام حسینؑ

عطر نبوت میں ڈھلی ہوئی فکر کے ساتھ اور آب کوثر کو روشنائی بنا کر سدرۃ المنتہیٰ کے قلم سے حضرت جبرئیل سے الفاظ مستعار لے کر اگر مناقب سید الشہداء امام حسین لکھنا چاہوں تو بھی امام حسینؑ کی ایک فضیلت بھی بیان نہیں کی جا سکتی۔ طائر عقل اور عشق کی کمک کے ساتھ بھی پرواز کرے تب بھی ان کے آشیانۂ فضیلت تک نہیں پہنچ سکتا، کیونکہ مقام حسین ماورائے عقل ہی نہیں بلکہ ماورائے عشق بھی ہے کیونکہ جہاں عشق خلیل بھی رشک کرے وہ مقام حسینؑ ہے۔ اس لئے اپنی زبان اپنے لفظوں اور اپنے تصور کے ساتھ ان کی مدح کرنا گویا گستاخ رندانہ ہے۔ اس لئے رسولؐ اللہ سے مروی روایات جنہیں محدثین اور مفسرین نے لکھا ہے اسے نمونے کے طور پر لکھوں گا تا کہ اس کتاب کا اختتام مناقب امام عالی مقام پر مومنین کے لئے باعث سرور اور منافقین کے لئے دلی صدمہ کا باعث بنے۔ علامہ عمادالدین ابن کثیر اپنی تفسیر میں آیۃ مباہلہ آل عمران آیت ۶۱ کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ "حضرت جابر فرماتے ہیں ندع ابنائنا والی آیت ان ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ انفسنا سے مراد خود رسول کریم صلی اللہ علیہ

وسلم اور حضرت علیؑ ابنائنا سے مراد حسینؑ اور حسنؑ نسائنا سے مراد حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا۔ مستدرک حاکم وغیرہ میں بھی اس معنی کی حدیث مروی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۔۱ اردو ص ۷۶) غور کیجئے اللہ کے رسولؐ عیسائیوں کے مقابل اللہ کی توحید کی صداقت کے لئے دلیل کے طور پر امام حسینؑ کو پیش کر رہے ہیں۔ اللہ امام حسینؑ کو رسولؐ کا بیٹا کہہ رہا ہے تو جو حسینؑ کل عیسائیوں کو مقابل نبیؐ کی طرف سے توحید کی دلیل بنا اور اسی توحید کو بچانے وارد کربلا ہوئے اس امام کو معاذ اللہ ہوس اقتدار کی تہمت دینا دراصل اللہ و رسولؐ کے انتخاب پر انگشت نمائی کرنا ہے۔ اس لئے کہ آیت تطہیر کے شان نزول میں امام حسینؑ کی ذات گرمی بھی ہے اور اللہ نے امام عالی مقام کو ہر طرح کی پلیدی یعنی بغض، حسد، تکبر، حرص اقتدار کی ہوس یعنی صفات رزیلہ سے آپ کو پاک رکھا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن کثیر جو اہلسنت کے ممتاز مستند مفسرین میں شمار کئے جاتے ہیں وہ سورۂ احزاب کی آیت ۳۳ یعنی آیت تطہیر کی تفسیر میں یہ روایت لکھتے ہیں کہ حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ان کے سامنے حضرت علیؑ کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا آیت تطہیر تو میرے گھر میں اتری ہے آپ میرے ہاں آئے اور فرمایا کسی اور کو آنے کی اجازت نہ دینا تھوڑی دیر میں حضرت فاطمہؓ آئیں۔ اب بھلا میں بیٹی کو باپ

سے کیسے روکتی پھر حضرت حسنؓ آئے۔نواسے کو نانا سے کون روکے؟ پھر حضرت حسینؓ آئے میں نے انہیں بھی نہ روکا۔ پھر حضرت علیؓ آئے میں انہیں بھی نہ روک سکی۔ جب یہ سب جمع ہو گئے تو جو چادر حضرت اوڑھے ہوئے تھے اسی میں ان سب کو لے لیا اور کہا الٰہی یہ میرے اہل بیت ہیں۔ان سے پلیدی دور کردے اور انہیں خوب پاک کر دے۔

یہاں یہ آیت اس وقت اتری جب یہ چادر پر جمع ہو چکے تھے میں نے کہا یا رسولؐ اللہ میں بھی۔ لیکن اللہ جانتا ہے آپ اس پر خوش نہ ہوئے اور فرمایا تو خیر کی طرف ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر اردو جلد۔۴ پ۲۲ ص۴)

اس روایت کے پڑھنے کے بعد امام حسینؑ کے کسی موقف پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں رہا بلکہ اعتراض کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا کیونکہ اس متفق علیہ روایت کی روشنی میں امام حسینؑ معصوم ہیں چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی خیر کثیر میں اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فتاویٰ عزیزیہ میں اہلبیت کو معصوم لکھتے ہیں اور امام حسینؑ اہلبیت کے ممتاز فرد ہیں۔ پھر آپ کے کسی اقدام یا کسی موقف پر اعتراض کرنے سے خوارج کی رد ہو جاتی ہے بلکہ علمائے اہلسنت کے وہ تمام افراد جو امام حسینؑ کے لئے معاذ اللہ خطائے اجتہادی'' کے قائل ہیں۔ان کی بھی رد ہو جاتی ہے کہ جب امام حسینؑ معصوم ہیں تو پھر

خطائے اجتہادی کا کیا معنیٰ قرآن نے امام حسینؑ کی عظمت کا اعلان کر دیا ہے۔مناسب ہوگا اگر اس مقام پر علامہ صائم چشتی عالم اہلسنت کے چند جملے جو انہوں نے اپنی کتاب شہید ابن شہید میں بعنوان قرآن اور حسینؑ کے لئے ہیں لکھدوں لکھتے ہیں کہ ''حسینؑ کی عظمت کا اعلان قرآن نے کیا اور قرآن کی عظمت کا علم حسین نے بلند کیا۔

حسینؑ کا احترام قرآن نے بتایا اور قرآن کا احترام کر کے حسینؓ نے دکھایا ناموس حسینؓ کی گواہی قرآن نے دی اور ناموس قرآن کا تحفظ حسین نے کیا۔قرآن نے کہا حسین زندہ ہے، حسینؑ نے فرمایا قرآن زندہ کتاب ہے۔قرآن اور حسینؑ اس لئے اکٹھے رہیں گے کہ دونوں کا منشاء و مقصد ایک ہے۔دونوں کی آواز ایک ہے۔ پیغام ایک ہے۔مقصد ایک ہے۔منشور ایک ہے آئین اور دستور ایک ہے۔منزل ایک ہے راستہ ایک ہے، فرائض ایک ہیں، امام الانبیاء سے ملاقات کا مقام ایک ہے، وقت وصال ایک ہے، (ص۔۹۹۔شہید ابن علامہ صائم چشتی) یہ کتاب مذکورہ بڑی مشہور کتاب ہے جسے علامہ نے ایک خارجی ناصبی کی کتاب ''رشید ابن رشید معاویہ و یزید'' کے جواب میں لکھی تھی۔آخر میں چند روایات ارجح المطالب کے تیسرے باب سے لکھ رہا ہوں جسے علامہ عبیداللہ امر تیسری نے تالیف کیا ہے۔یہ کتاب

بڑی مشہور ہے۔ جسے آج کل شیعہ ناشرین بھی شائع کر رہے ہیں۔
اسے پہلی بار اہلسنت نے شائع کروایا تھا چنانچہ میں درج ذیل روایت
ارجح المطالب مطبوعہ جان محمد گنائی تاجر کتب و منیجر کشمیری گزٹ بنگلہ
ایوب شاہ لاہور اہلسنت کے مطبوعہ سے لکھ رہا ہوں تا کہ کوئی کور باطن یہ
نہ کہے کہ شیعوں کی شائع شدہ کتاب ہے تحریف یا الحاق کر دیا ہوگا
تیسرے باب میں علامہ امرتسری نے امام حسینؑ کے مناقب کی روایات
کو سلسلہ وار نمبر کے ساتھ لکھا ہے میں نمونہ کے طور پر چند روایات پر
اکتفا کرتا ہوں۔

(۹) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام حسین اور کنیت ابا عبداللہ
اور لقب سید اور طیب اور زکی اور سبط اور رشید اور وقی اور مبارک اور
المرضاۃ اللہ اور دلیل ہے ذات اللہ اور شہید اکبر رکھا۔

(۱۲) یعلی بن مرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ حسین مجھ سے اور میں حسینؑ سے ہوں خدا اس کو دوست رکھتا
ہے جو حسین کو دوست رکھے۔ حسین سبط ہے اسباط سے۔

(۱۴) زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ مجھ سے مصعب ذکر کرتے ہیں کہ
جناب حسین علیہ السلام نے پچیس حج پا پیادہ کئے ہیں۔

(۱۶) عبید بن جنین کہتے ہیں کہ جناب حسین علیہ السلام مجھ سے بیان

فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں حضرت عمر کے پاس گیا وہ منبر پر پڑھ رہے
تھے۔ میں نے اوپر چڑھ کر کہا میرے باپ کے منبر پر سے اتر جا اور جا
اپنے باپ کے منبر پر بیٹھ عمر نے کہا میرے باپ کا منبر نہیں تھا یہ کہکر مجھ
کو پکڑ کے اپنے پاس منبر پر بٹھا لیا۔ میں اس پر بیٹھ رہا اور کنکروں کو ادھر
ادھر لوٹ پوٹ کرتا رہا۔ جب وہ منبر سے اترے مجھ کو اپنے ساتھ اپنے
گھر میں لے گئے اور مجھ سے پوچھا یہ بات تم کو کس نے سکھائی ہے میں
نے کہا واللہ مجھے کسی نے نہیں سکھائی۔ جناب امامؑ فرماتے ہیں کہ پھر میں
ان کے پاس گیا وہ معاویہ کے ساتھ خلوت کر رہے تھے اور ابن عمر دروازہ
پر تھے۔ پس ابن عمر لوٹ پڑے اور میں بھی ان کے ساتھ لوٹ آیا۔ پھر
اس کے بعد عمر مجھ سے ہے اور کہنے لگے ہم نے آپ کو نہیں دیکھا میں
نے کہا میں تمہارے پاس آیا تھا تم معاویہ کے ساتھ خلوت میں تھے۔
ابن عمر کے ساتھ لوٹ گئے وہ کہنے لگے تم ابن عمر سے زیادہ حقدار تھے۔
علامہ امرتسری نے یہ روایت اصابہ کے حوالہ سے لکھی ہے۔

(۱۸) جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص جنت کے سردار کو
دیکھنے کی آرزو رکھتا ہوں وہ حسینؑ ابن علی کو دیکھے لے۔

(۱۹) ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف

رکھتے تھے۔ جناب حسین علیہ السلام تشریف لائے اور آپ کی آغوش مبارک میں لیٹ گئے اور اپنی انگلیاں حضور کی ریش مبارک میں ڈالنے لگے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے منہ کو کھولا اور اپنا منہ ان کے منہ میں ڈالا۔ پھر فرمایا۔ اےئ پروردگار میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ۔

(۲۰) زید بن زیاد کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب عائشہ کے گھر سے نکال کر جناب سیدہ علیہا السلام کی دروازے پر سے گذرے اور جناب حسین علیہ السلام کو روتے ہوئے سنا اور فرمایا فاطمہ تم نہیں جانتی ہو کہ اس کے رونے سے میرا دل دکھتا ہے، یہ چند مختصر روایات مناقب امام عالی مقام میں تھے۔ ورنہ فضائل کا وہ بحر بیکراں ہے کہ جس کی گہرائی جس کا کوئی کنارا نہیں ہے۔